نمبر ۱۴۱ | مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء یوم یکشنبہ | مطابق ۲ صفر ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۲۵ مئی - ۴ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے - کہ آج صبح سے حضور کو سر درد کے دورہ کی تکلیف تھی - اسی حالت میں حضور ایک مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے بذریعہ موٹر گورداسپور تشریف لے گئے اور شہادت دیکر اڑھائی بجے بعد دوپہر واپس آ گئے - سر درد کی تکلیف بدستور ہے - احباب دعائے صحت کریں ۔

افسوس کہ چودھری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان کی اہلیہ صاحبہ نے ایک طویل بیماری کے بعد ۲۴ مئی کو وفات پائی - ۲۵ مئی کی صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز جنازہ پڑھائی - اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں - احباب دعائے مغفرت کریں ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عورتوں کے پردہ کی ضرورت

(فرمودہ ۲۸ مئی ۱۹۰۳ء)

"جیسا کتاب اللہ نے بتایا ہے - اور تجارب نے اسکی تصدیق کی ہے - سچا تزکیہ نفس جو مجاہدات سے پیدا ہوتا ہے وہ پردہ سے ہی حاصل ہوتا ہے - مومنوں کے تین طبقے ہیں ایک وہ جو ٹھوکر کھانے کے لائق ہوتے ہیں - دوسرے وہ جو میانہ رو کسی ٹھوکر سے بچتے اور ڈرتے رہتے ہیں - تیسرے وہ جو ہر ایک ٹھوکر سے ایسے بچکر نکل جاتے ہیں - جیسے کہ سانپ اپنی کینچلی سے - وہ ہر ایک خیر کے لئے دوڑتے - اور ہر ایک شر سے بھاگتے ہیں - جن لوگوں نے اپنے تزکیہ کا خیال نہیں کیا - وہ بالفرور بے پردگی سے ٹھوکر کھا سکتے ہیں - عورتوں کو ان سے پردہ کرنا چاہیئے مثل مشہور ہے - کہ خر بستہ بہ گرچہ دزد آشنا ست - قسم اول ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ - دوم مُقْتَصِدٌ - سوم سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ - ان مختلف مدارج و مراتب کے اشخاص کیلئے یکساں سلوک کے لائق ہیں - کیا عیسائی بتا سکتے ہیں - کہ ان میں سب پاکباز ہیں - شرابی نہیں - زانی نہیں - اگر پردہ ہوتا - تو ان جرائم کی نوبت کیوں آتی - ہزارہا ولد الحرام کیوں پیدا ہوتے - تجربہ بتا رہا ہے - اول قسم کے لوگ بکثرت ہیں - اس لئے ان سے حتے الوسع پردہ کرنے کے لئے شریعت نے مجبور کیا کہ پردہ کی رسم ہو۔" (الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۳ء)

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات پر تبلیغ احمدیّت

جاوا میں تبلیغ

سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ تباوی (جاوا) لکھتے ہیں۔ کہ شہر بوگر میں ۱۳ر فروری کو ایک غیر احمدی کی دعوت پر مولوی رحمت علی صاحب نے اسلام اور احمدیت کی صداقت پر تقریر کی جس کے اختتام پر ایک بہت بڑے غیر احمدی عالم نے ہمارے خیالات کی تائید کی۔ اس دفعہ عید کی نماز امیر صاحب جماعت احمدیہ تباوی کے مکان پر ادا کی گئی۔ بہت سے غیر احمدی دوست بھی شریک ہوئے۔ مولوی رحمت علی صاحب نے خطبہ پڑھا جس کا سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ۴۔ ۵۔ مارچ کی درمیانی شب ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولوی رحمت علی صاحب۔ اور مولوی ابوبکر صاحب نے تقریریں کیں بعض سوالات کے جواب بھی دیئے گئے۔ احباب جماعت نے مختلف دیہات میں جا کر تبلیغ احمدیت کی۔ ایک جگہ ہفتہ وار جلسہ منعقد کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔

جہلم میں مناظرے

سیکرٹری صاحب تبلیغ جماعت احمدیہ جہلم لکھتے ہیں۔ کہ ۲۱ر لغایت ۲۳ر اپریل یہاں اہلحدیثوں کا جلسہ تھا جس میں ہمارے خلاف بہت زہر اگلا گیا۔ ہم نے جواب دینے کے لئے وقت مانگا۔ تو انکار کر دیا گیا۔ اس لئے ہم نے بذریعہ اشتہار انہیں تحریری مناظرہ کی دعوت دی۔ مگر جواب ندارد۔ آخر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا۔ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے اعتراضات کے مدلل جواب دیئے۔ مولوی احمد دین صاحب گکھڑوی نے حیات مسیح پر تقریر کی۔ جس کے بعد مولوی سعد الدین صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی نے ایک گھنٹہ اس موضوع پر اس کے ساتھ مناظرہ کیا۔ غیر احمدی مولوی کوئی جواب نہ دے سکا پبلک نے احمدی مناظر کی متانت اور دلائل کا اعتراف کیا۔

وزیر آباد میں مناظرہ

سیکرٹری صاحب تبلیغ جماعت احمدیہ وزیر آباد لکھتے ہیں۔ کہ ۲۷ر لغایت ۲۹ر اپریل یہاں فرقہ اہلحدیث کا جلسہ تھا چونکہ اس میں ہم پر بھی اعتراضات کئے گئے تھے۔ اس لئے ۳۰ کو ہم نے اپنا جلسہ منعقد کیا جس میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے زبردست تقریر کی۔ نیز غیر احمدیوں کے پیش کردہ شرائط پر ہی ہم نے ان کے ساتھ مناظرہ منظور کر لیا۔ تا لوگوں کو حق پہونچانے کا موقعہ مل سکے۔ ہماری طرف سے مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے لال حسین اختر مناظر تھے۔ اللہ تعالے کے فضل سے اختر کو سخت ناکامی نصیب ہوئی اور باوجودیکہ ہماری تقریر کے وقت شرائط کے صریحاً خلاف لوگوں کو مشتعل کر دیا جاتا تھا۔ تا وہ ہماری بات نہ سن سکیں لیکن سمجھدار لوگ اس قسم کی حرکات کو نہایت ناپسند کرتے تھے۔ اور ہمارے دلائل کی معقولیت کا اعتراف کرتے تھے۔

میانوالی۔ خانانوالی میں مناظرے

سکرٹری صاحب تبلیغ لکھتے ہیں۔ کہ ۷ر مئی کو یہاں فرقہ اہلحدیث کا جلسہ تھا۔ اور انہوں نے مناظرہ کا چیلنج دے رکھا تھا۔ چنانچہ پہلا مناظرہ وفات مسیح پر مولوی محمد نذیر صاحب ملیغی مولوی فاضل نے مولوی محمد حسین صاحب امام مسجد قلعہ سوبھا سنگھ سے دوسرا مولوی ظہور حسین صاحب نے مولوی غلام رسول صاحب سے۔ اور تیسرا مولوی محمد سلیم صاحب نے حافظ احمد الدین صاحب کے ساتھ کیا۔ دوسرے روز پھر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ ہوا اللہ تعالے کے فضل سے ہمیں ہر مناظرہ میں کامیابی ہوئی۔ اب بعض غیر احمدیوں نے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مطابق احمدیوں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔

اکھنور میں جلسہ

سکرٹری صاحب جماعت احمدیہ اکھنور لکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب نے ایک پرائیویٹ مجمع میں مسائل مختلفہ پر گفتگو کی۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰ مئی ہمارا جلسہ ہوا۔ پہلے اجلاس میں مولوی محمد حسین صاحب نے اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر تقریر کی۔ غیر احمدیوں سے بعض ملاؤں نے قسمیں لے رکھی تھیں اور مختلف راستوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے تھے۔ کہ کوئی جلسہ میں نہ آئے۔ اس لئے احباب جماعت نے غیر احمدیوں کے مکانوں اور دوکانوں پر جا کر تبلیغ کی۔ رات کے وقت پھر جلسہ منعقد کیا گیا۔ مولوی دل محمد صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب نے تقریریں کیں۔ ہندو کثرت سے شریک ہوئے۔ مسلمان بھی قریبی مکانوں کی چھتوں پر سنتے رہے۔ اگلے روز پھر انفرادی تبلیغ کی گئی۔ بعض غیر احمدیوں نے مکان پر آ کر مولوی محمد حسین صاحب سے گفتگو کی۔

ضروری اطلاع

نمائندگان مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء و عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کو فیصلہ جات مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء بھجوائے جا چکے ہیں۔ اگر کسی جماعت کو فیصلہ جات کی کاپی نہ ملی ہو تو وہ دفتر ہذا سے طلب کر لے۔ پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ قادیان

ضروری انتخاب

چوہدری نواب الدین صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ نارووال و انسپکٹر تبلیغ

حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ کی وفات کے متعلق خوابیں

حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ کی رحلت کے اندوہناک حادثہ سے قبل مختلف مقامات کے چند احمدی اصحاب کو بذریعہ خواب اس حادثہ کی اطلاع دی گئی۔ ان میں سے دو کے خطوط درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ پٹھان کوٹ سے عبد الکریم صاحب ناقد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں وفات کی اطلاع پہونچنے سے قبل لکھا:۔

گذشتہ شب خاکسار نے بحالت خواب حضور کو ملول خاطر ہونے کی حالت میں زمین کھدواتے دیکھا تھا جس کی تعبیر میرے ذہن میں اچھی نہیں آرہی۔ دو راتیں باوجود بعارضہ درد گردہ و مثانہ بیمار ہونے کے حضور کے خاندان کی سلامتی کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ اب یہ عریضہ ارسال خدمت ہے۔ کہ حضور دعا فرمائیں خدا خیر کرے حضور کے خاندان کو ہر طرح بخیریت رکھے۔

۲۔ مولوی غلام حسین صاحب نئی دہلی سے لکھتے ہیں:۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیا لکھوں۔ اور کیسے لکھوں۔ حضور کے حرم ثالث کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر دل بیٹھا جا رہا ہے۔ اس دردناک سانحہ۔ اور اندوہناک حادثہ کی خبر پڑھ کر میری بیوی اور بچے بھی سخت غمگین ہیں۔

غریباں را دل از بہر تو خون است ۔ دل خویشاں نمے دانم کہ چون است

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پرسوں رات میری بیوی نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ حضور بار بار ایک شعر پڑھ رہے تھے۔ وہ شعر تو یاد نہیں رہا لیکن بعد میں اس کے لفظ ثمر آتا تھا۔ نیز حضور نے فرمایا۔ ہمیں بہت بڑا امید ابی تباؤ۔ ہم وہاں نماز پڑھائیں گے حضرت ام المومنین بھی ہیں۔ اتنے میں ایک قلعہ سے چار گھوڑوں والی گاڑی نکلی بہت سے مرد اور عورتیں بھی ساتھ ہیں۔ ہم یہی باتیں کر رہے تھے۔ کہ ضمیمہ الفضل کے ذریعہ یہ افسوسناک خبر ملی۔

[illegible] کے لئے تباہ ہو جائے گی۔"

"مہاتما گاندھی کی صحت تشویش کا موجب ثابت ہو رہی [illegible] خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر چند گھنٹوں کے اندر اندر وُہ اپنا [illegible] نہ توڑ سکے۔ تو سلامتی کی حد شاید گزر جائے گی" (پرتاپ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء)

[illegible] اطلاعات کے علاوہ ڈاکٹروں کے بورڈ کی حسب ذیل [illegible] شائع کی گئی۔

"ہم نے آج مہاتما جی کا اچھی طرح معائنہ کیا ہے۔ ہماری یہ [illegible] رائے ہے۔ کہ ان کی طاقت کل سے لازمی طور [illegible] جب سے انہوں نے برت شروع کیا ہے۔ ان کی طاقت میں اتنی کمی کبھی نہیں ہوئی جتنی کہ آج تھی۔ مہاتما جی خطرہ کی حد میں داخل ہو چکے ہیں۔" (پرتاپ ۲۷ ستمبر)

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ گزشتہ فاقہ کشی کے وقت [illegible] گاندھی جی کی زندگی کے متعلق خطرہ کا اظہار کیا گیا۔ ان کی حالت کو مخدوش بتایا گیا۔ حتیٰ کہ ساتویں ہی دن انہیں چند گھنٹوں کا مہمان قرار دے دیا گیا۔

[illegible] میں ہلچل کا اعلان

ایک طرف تو یہ طریق عمل اختیار کیا گیا۔ اور دوسری طرف یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی۔ کہ تمام ہندوستان میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک گاندھی جی کی فاقہ کشی کی وجہ سے ہلچل مچ گئی ہے۔ اور ہر حصہ ملک اور ہر طبقہ میں بے حد [illegible] مچ چکا ہے۔ چنانچہ ہندو اخبارات نے بڑے جلی عنوانات [illegible] شروع کر دیا۔ کہ "مہاتما گاندھی کے برت نے سارے [illegible] میں ہیجان پیدا کر دیا۔" (پرتاپ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء) "مہاتما گاندھی [illegible] نے ہندوستان بھر میں ہلچل پیدا کر دی۔" "مہاتما گاندھی کے [illegible] برت سے تجارتی حلقوں میں کھلبلی۔" (ملاپ [illegible])

حقیقت شناس لوگوں کی رائے

اس شور و شر کے زمانہ میں بھی اگرچہ حقیقت شناس حلقوں [illegible] کیا گیا۔ کہ صرف چار پانچ یوم کی فاقہ کشی کی وجہ سے جن خطرات اور خدشات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور جو واویلا مچایا جا رہا ہے۔ اس کی غرض حکومت کو متاثر کرنا ہے۔ تاکہ وُہ اچھوتوں اور ہندوؤں کے معاہدہ کو جلد سے جلد منظور کر کے گاندھی جی کے لئے فاقہ کشی ترک کرنے کی وجہ پیدا کر دے لیکن حالیہ فاقہ کشی نے تو یہ بات بالوضاحت پایہ ثبوت تک پہنچا دی ہے۔

موجودہ برت

حال کا برت شروع ہونے کے ساتھ ہی گاندھی جی کے معالجوں اور محافظوں نے اس طرح تسلی دینی شروع کر دی کہ [illegible] امید کرنے کی ہر ایک وجہ موجود ہے۔ کہ مہاتما گاندھی اس نازک مرحلہ سے صحیح و سلامت گزر جائیں گے۔" (پرتاپ ۱۲ مئی ۱۹۳۳ء) "کوئی غیر واجب پیچیدگیاں ایسی نہیں۔ جن کے باعث تشویش پیدا ہو۔ ڈاکٹر صاحبان اس بات پر متفق ہیں۔ کہ مہاتما جی کی موجودہ حالت بالکل تسلی بخش ہے۔" (ملاپ ۱۴ مئی ۱۹۳۳ء)

سات دن کے بعد کا اعلان

جب فاقہ کشی پر سات دن گزر گئے۔ ایسے ہی سات دن جیسے کہ ستمبر میں گزرے تھے۔ اور جن کے ایک ایک لمحہ میں گاندھی جی کی زندگی کو خطرہ میں بتایا گیا تھا۔ حتیٰ کہ ساتویں دن تو چند گھنٹوں کی فاقہ کشی کو بھی مہلک قرار دے دیا گیا تھا۔ تو پونا سے یہ اعلان کیا گیا۔ کہ

"مہاتما گاندھی اپنے برت کی سخت تکلیف دہ منزل سے گزر گئے ہیں۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ اب جبکہ انہوں نے ایک ہفتہ ختم کر لیا ہے۔ ان کے جسم کا سسٹم کھانے کے بغیر زندہ رہنے کا عادی ہو گیا ہے۔ اور بھوک کی خواہش مر گئی ہے۔ مہاتما جی تسلی بخش حالات میں برت کے دوسرے مرحلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس قسم کے طویل برت کے موقعہ پر جو پیچیدگیاں پیدا ہو جانی ناگزیر ہوتی ہیں وُہ ان کی حالت میں پیدا نہیں ہوئیں۔" (پرتاپ ۱۷ مئی)

فاقہ کشی کا تیسرا ہفتہ

آخر فاقہ کشی کا دوسرا ہفتہ بھی گزر گیا۔ اور گاندھی جی نے تیسرے ہفتہ میں قدم رکھ دیا ہے۔ اب بھی ان کے متعلق تسلی بخش اطلاعات شائع کی جا رہی ہیں۔ اور اب یقینی طور پر کہا جا رہا ہے کہ وُہ بخیر و عافیت ۲۱ یوم کی فاقہ کشی ختم کر سکیں گے۔

دوڑنے کی طاقت

ان ایام میں گاندھی جی کی صحت کے متعلق اطلاعات شائع کرنے والوں کی طرف سے یہاں تک اطمینان اور تسلی دلائی گئی۔ کہ فاقہ کشی کے آٹھویں دن کی حالت بیان کرتے ہُوئے گاندھی جی کے ایک خاص ڈاکٹر نے کہا۔ "گاندھی جی کو اگر اجازت دی جائے۔ تو وُہ دوڑنے کے قابل ہیں۔" (ملاپ ۱۷ مئی)

کُجا تو یہ حالت کہ ستمبر کی فاقہ کشی کے ساتویں ہی دن یہ ظاہر کیا جاتا تھا۔ کہ گاندھی جی چند گھنٹوں سے زیادہ زندہ نہ رہ سکیں گے اور کجا اب کہ فاقہ کشی کے آٹھویں دن ان میں اتنی طاقت اور قوت بتائی گئی۔ کہ وُہ دوڑنے کے قابل تھے۔

گاندھی جی کا شغل

معلُوم ہوتا ہے۔ ان ایام میں گاندھی جی نے خود بھی اپنی حالت کو اطمینان بخش بنائے رکھنے کی خاص طور پر کوشش کی۔ ستمبر میں تو انہوں نے چوتھے ہی دن یہ ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا۔ کہ ان کی کمزوری اور نقاہت اس درجہ بڑھ گئی ہے۔ کہ ان کے لئے آنکھیں کھولنا بھی دُشوار ہے۔ لیکن اب کے آٹھویں دن تک انہوں نے دوڑنے تک کی طاقت کا اظہار کیا۔ علاوہ ازیں معمولی اشتغال جاری رکھنے کے علاوہ وُہ ان ایام میں خاص طور پر موسیقی سے بھی لطف اٹھاتے رہے۔ اور گانا اور باجا سننے میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ ڈاکٹروں سے مذاق کر کے اپنا دل بہلاتے رہے۔ چنانچہ پونا سے ۱۷ مئی کو جو اعلان کیا گیا۔ اس میں یہ بھی ذکر تھا۔ کہ "گاندھی جی اب بھی کبھی کبھی مذاق اور تمسخر پر اتر آتے ہیں۔ آج بعد دوپہر طبی معائنہ کے بعد آپ نے اپنی روایتی زندہ دلی کا ثبوت دیا۔"

تفاوت کی وجہ

ان دونوں برتوں میں جو قریب قریب یکساں موسم میں رکھے گئے۔ گاندھی جی کی جو حالتیں بیان کی گئیں۔ ان کا تفاوت بالکل نمایاں اور واضح ہے۔ جس کی وجہ سوائے اس کے کوئی نظر نہیں آتی۔ کہ ستمبر میں گاندھی جی نے جو برت رکھا تھا۔ وہ حکومت کے سر چڑھ کر جان دینے کے لئے تھا۔ اور اب جو برت رکھا ہے۔ اس کی غرض انہوں نے ذاتی اصلاح اور ہندوؤں کو اچھوتوں کے انسانی حقوق کی طرف متوجہ کرنا بتائی ہے۔ گاندھی جی نے ستمبر کی فاقہ کشی کی ذمہ داری وزیر اعظم برطانیہ پر رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"میرے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں۔ کہ آپ کے اس فیصلہ کا کہ (اچھوتوں کے لئے جداگانہ طریق انتخاب ہو) مقابلہ کرنے کیلئے اپنی زندگی قربان کر دُوں۔ اس وقت صرف یہی واحد طریقہ اختیار کر سکتا ہوں۔ کہ بھوکا رہ کر مر جاؤں۔"

لیکن حال کے برت کی وجہ انہوں نے یہ بتائی۔ کہ

"میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ چھوت چھات کی خرابی اس سے زیادہ جڑ پکڑے ہُوئے ہے۔ جتنا کہ میں خیال کرتا تھا۔ مادی روپیہ سے۔ مادی تنظیم سے اور سیاسی طاقت مل جانے سے یہ مرض دُور نہ ہوگا۔ اس کے لئے آتمک دولت آتمک تنظیم کی اور آتمک طاقت کی ضرورت ہوگی۔ دُوسرے الفاظ میں آتمک شدھی کی ضرورت ہوگی۔ اور آتم شدھی محض برت رکھنے اور پرارتھنا کرنے سے ہو سکتی ہے۔"

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ چونکہ برت رکھنے کے اسباب جدا جدا ہیں۔ اس لئے برت کے اثرات بھی مختلف ظاہر کئے گئے۔ ستمبر میں چونکہ حکومت مدنظر تھی اس لئے جہاں گاندھی جی کی صحت کو دوسرے تیسرے دن ہی نہایت مخدوش ظاہر کرنا شروع کر دیا گیا وہاں اسمبلی میں ہندو ممبروں نے یہاں تک کہدیا۔ کہ "اگر مہاتما گاندھی مر گئے۔ تو یاد رکھو۔ اس کے ساتھ وہ تعلق بھی مر جائے گا۔ جو برطانیہ اور ہندوستان کے درمیان ہے۔" (پرتاپ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء) اور ہندو اخبارات نے یہ شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ "اگر پرماتما کرے۔ مہاتما جی کی جان پر بن آئی۔ تو گورنمنٹ کے لئے بھی یہ جھگڑا مشکل ہو جائیگا۔" (پرتاپ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء) لیکن اب چونکہ خود ہی گاندھی جی کی فاقہ کشی کا باعث ہیں۔ اس لئے گاندھی جی کے مقرب ہندو عوام کو ہر طرح یقین دلا رہے ہیں۔ کہ خطرہ کی کوئی وجہ نہیں۔ گاندھی جی کو ان کے سر چڑھ کر مرنے نہیں دیا جائیگا۔ تاکہ وُہ اچھوتوں کے متعلق اپنے مذہبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

گاندھی جی کے سابقہ اور موجودہ برت میں

حیرت انگیز تفاوت

اگرچہ گاندھی جی کے برت رکھنے کی فلاسفی کا کوئی پہلو بھی قرین معقولیت نظر نہیں آتا۔ اور ہر وہ شخص جو بے جا طرفداری و حمایت سے علیحدہ ہو کر اس بارے میں عقل و فکر سے کام لے۔ اسے یہ دیکھ کر بے حد حیرت ہوتی ہے۔ کہ گاندھی جی جنہیں ان کے پیرو دنیا کا سب سے بڑا سیاسی اور روحانی لیڈر قرار دیتے ہیں۔ اور جنہیں خود یہاں تک دعوےٰ ہے۔ کہ وہ جو طریق عمل بھی اختیار کرتے ہیں۔ نہ صرف ایشور کے حکم سے۔ بلکہ اس کے مجبور کرنے پر کرتے ہیں۔ ان کا رویہ کیسا عجیب اور کس قدر مضحکہ خیز ہے۔ لیکن ان کے حال کے برت نے تو عجیب راز منکشف کیا ہے۔

گاندھی جی کی فاقہ کشی

جب سے گاندھی جی کی سیاسیات میں کامیابی حاصل کرنے کی امید منقطع ہوئی ہے۔ اور عوام الناس میں انہیں اپنا اثر و رسوخ زوال پذیر نظر آیا ہے۔ انہوں نے فاقہ کشی کی طرف خاص طور پر اپنی توجہ مبذول کر رکھی ہے۔ چنانچہ گول میز کانفرنس کی ناکام شرکت کے بعد سے اس وقت تک کا سارا عرصہ انہوں نے فاقہ کشی کی دھمکیاں دینے۔ اور کچھ دن فاقہ کشی میں گزارا ہے قطع نظر اس سے کہ اس کا وہ نتیجہ برآمد ہوگا۔ یا نہیں۔ جو گاندھی جی کے پیش نظر ہے۔ اور ان کی فاقہ کشی کا یہ سلسلہ بھی اسی طرح ناکامی پر ختم ہوگا۔ جس طرح پہلے کئی دفعہ ان کو تجربہ ہو چکا ہے۔ ایک حیرت انگیز امر قابل ذکر ہے جس سے گاندھی جی کی فاقہ کشی کی رہی سہی حقیقت بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔

فاقہ کشی کا اثر

ہر شخص جانتا ہے۔ فاقہ کشی ایسی چیز ہے۔ کہ جو شخص بھی اختیار کرے گا۔ اس کے نظام جسمانی پر وہ لازمی طور پر اثر انداز ہوگی۔ اور جتنی دفعہ اختیار کریگا۔ قریباً یکساں اثر ڈالے گی۔ موسم کے نمایاں تغیر کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ اثرات میں کوئی خفیف سا تغیر واقعہ ہو جائے۔ لیکن اگر موسمی حالت ایک سی ہو۔ اور فاقہ کرنے والا شخص بھی ایک ہی ہو۔ تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ ایک موقعہ پر تو وہ چار یا پانچ دن کے اندر اندر ہی نڈھال ہو جائے۔ اس کی جان خطرہ میں پڑ جائے۔ اس کا نظام جسمانی درہم برہم ہونے لگے۔ اور اس کے معتقد ایک شور محشر برپا کر دیں۔ لیکن دوسرے موقعہ پر جب وہی شخص فاقہ شروع کرے۔ تو پہلے سے بالکل مختلف اثرات نمایاں ہوں۔ اور کئی دن گزرنے پر بھی اس کی حالت قابل اطمینان۔ اور تسلی بخش بتائی جائے۔

پہلے اور موجودہ برت کے اثرات میں فرق

لیکن حیرت ہے۔ کہ جب گزشتہ ستمبر میں گاندھی جی نے فاقہ کشی اختیار کی۔ تو اس وقت ان کی حالت کے متعلق جو اعلانات شائع کئے گئے۔ ان میں۔ اور موجودہ فاقہ کشی کے ان اثرات میں جو بیان کئے جا رہے ہیں۔ زمین و آسمان کا فرق نظر آ رہا ہے گزشتہ فاقہ تو شروع کرنے پر ہی ہندو اخبارات نے "مہاتما گاندھی بستر مرگ پر" کہکر یہ شور مچانا شروع کر دیا تھا۔ کہ

"بھوک تو جسم کی چیز ہے۔ اگر جسم کو خوراک نہ ملے۔ تو بھوک جسم کو کھا جاتی ہے۔ ہڈیوں تک کو چبا جاتی ہے۔ اور مہاتما گاندھی تو پہلے ہی ہڈیوں کا پنجر ہیں حیرانی ہوتی ہے۔ کہ ان کی جان کہاں اٹک رہی ہے" (ملاپ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء)

لیکن اب فاقہ کشی کا تیسرا ہفتہ شروع ہو جانے پر بھی ہر طرح اطمینان اور تسلی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

ستمبر کے برت کے متعلق اظہار تشویش

ستمبر کے برت کے پہلے ہفتہ میں ہی گاندھی جی کے بہی خواہوں نے جس قسم کا شور برپا کر دیا تھا۔ اس کا کسی قدر اندازہ ذیل کے چند فقرات اور تحریرات سے لگایا جا سکتا ہے۔

پونا سے جہاں گاندھی جی نے ۲۰ ستمبر کو فاقہ کشی شروع کی تھی۔ دوسرے ہی دن۔ یعنی ۲۱ ستمبر کو ایک اعلان شائع کیا گیا جس میں لکھا:۔

"مہاتما گاندھی کے احباب اور دوستوں نے جو شام کو ان کے ساتھ تھے۔ دیکھا کہ ۳۶ گھنٹے کے برت کے بعد مہاتما گاندھی کی جسمانی حالت نمایاں طور پر کمزور ہو گئی ہے" (ملاپ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء)

۲۳ ستمبر پونا سے حسب ذیل اعلان شائع کیا گیا۔

"مہاتما گاندھی ناخوشگوار علامات کا اظہار کر رہے ہیں۔ دن بھر ان کی طبیعت نے کئی بار مالش کی۔ اور انہیں اپنی آنکھیں کھولنے میں مشکل محسوس ہوئی۔ وہ کمزور ہو گئے ہیں" (پرتاپ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء)

گویا چوتھے ہی دن فاقہ کشی کی وجہ سے گاندھی جی کی کمزوری اور ضعف نے یہ حالت اختیار کر لی تھی۔ کہ ان کے لئے آنکھیں کھولنا مشکل ہو گیا۔

وزیر اعظم کو تار

۲۴ ستمبر یعنی فاقہ کشی کے پانچویں دن ہندو لیڈروں کی طرف سے وزیر اعظم کو ایک تار دیا گیا۔ جس میں گاندھی جی کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا:۔

"ہم گزشتہ چار دن جیل میں مہاتما گاندھی سے ملاقات کرتے رہے ہیں۔ آج ان کے برت کا پانچواں روز ہے۔ ان کی حالت دم بدم خراب ہو رہی ہے۔ اور طاقت کم ہو رہی ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر ان کی حالت خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے۔ ہماری یہ زبردست خواہش ہے۔ کہ محض مہاتما گاندھی کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ قومی مفاد کے لئے یہ خطرہ رک جائے۔ اس لئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ اچھوتوں کے لئے جداگانہ نیابت کے فیصلہ کو واپس لے لیں۔ تاکہ مہاتما جی اپنا برت توڑ سکیں۔ دیر ان کی زندگی کے لئے خطرناک ہوگی" (پرتاپ ۲۶ ستمبر)

ساتویں دن کے متعلق اطلاعات

۲۶ ستمبر کو مختلف طریق سے جو اطلاعات شائع کی گئیں ان میں تو گاندھی جی کی جان کے خطرہ کو انتہا تک پہنچا دیا گیا۔ چنانچہ لکھا:۔

"گاندھی جی کی صحت تشویش پیدا کر رہی ہے۔ اور یہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ اگر آئندہ چند گھنٹوں میں انہیں برت ختم کرنے کے قابل نہ بنا دیا گیا۔ تو آپ خطرہ کی حد میں داخل ہو جائیں گے" (ملاپ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء)

"مسٹر دیواس گاندھی نے ایک انٹرویو میں کہا۔ کہ اگر وزیر اعظم کا فیصلہ چند گھنٹے تک موصول نہ ہوا۔ تو گاندھی جی کی

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اشعار پر اعتراضات

اور اُن کے جوابات

369

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اشعار پر اعتراضات سننے کا مجھے موقعہ ملا۔ ذیل میں ان کے جواب عرض کئے جاتے ہیں

پہلا اعتراض

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعر ہے۔

درکوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ پہلے مصرعہ میں محبوب حقیقی کے کوچہ میں عشاق کی قربانی کا ذکر ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب کے سوا دوسرے عشاق اپنا سر قربان کریں گے۔ تو مرزا صاحب اس وقت قربانی کے لئے سچے عاشقوں کی طرح سر دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ بلکہ لاف زنوں میں سے آپ پہلے لاف زن ہوں گے۔ جو لاف زنی سے اپنا اظہار کرینگے کہ میں قربان ہونے والے عاشقوں سے نہیں۔ بلکہ لاف زنوں سے ہوں۔ اور پہلا لاف زن ہوں۔ اس لئے میں سر دینے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن اگر مرزا صاحب سچے عاشقوں کی طرح فی الواقع قربان ہونے والے تھے۔ تو پھر لاف کا لفظ استعمال کرنا حقیقت اور ادبی لحاظ سے درست نہیں۔ بلکہ لاف کی جگہ بانگ کا لفظ استعمال کرنا مناسب تھا ؛

جواب

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام عارفانہ بصیرت سے دیکھنے والے کو ایک پر لطف اور پر معرفت اور صداقت اور حقیقت سے لبریز کلام معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ مجازی عاشق اگر اپنے مجازی محبوب پر اپنی جان نثار کردے تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس عاشق نے اپنے معشوق پر ایسی چیز قربان کی۔ جو خلق اور ملک کے لحاظ سے معشوق کی چیز نہ تھی۔ لیکن خدا تعالےٰ کی ذات اگر محبوب اور معشوق ہو۔ تو خدا کا عاشق اپنی جو چیز بھی اپنے اس محبوب حقیقی پر قربان کرے گا۔ وہ چونکہ حقیقت کے رو سے خلق اور ملک کے لحاظ سے خدا تعالیٰ ہی کی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کے عاشق کو اپنی عارفانہ تعبیر سے اس حقیقی نفس الامری کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہی کہنا مناسب اور زیبا ہے۔ کہ باوجود سر دینے اور قربان ہونے کے یہی سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے قربان کیا۔ یہ اصل میں امانت کی واپسی تھی۔ کیونکہ قربان ہونے والی چیز دراصل اسی محبوب حقیقی کی تھی جس پر کہ قربان ہوئی۔ وللّٰہ در القائل ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہ ہوا

اب اس معرفت حقہ کے رکھتے ہوئے محبوب حقیقی کا عاشق اپنی قربانی کو بجائے اظہار قربانی کے اگر لاف زنی سے تعبیر کرے۔ تو بالکل مناسب ہوگا۔ جسکا مطلب یہ ہے۔ کہ قربان ہونے والی چیز کا میری طرف سے بلفظ قربانی پیش ہونا چونکہ از روئے حقیقت لاف ہے۔ اس لئے میں کیوں نہ خود ہی اسے لاف کہوں ؛

پس سیدنا حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس کلام منظوم اور پر معرفت کلام میں اپنی شان مرسلانہ و مصلحانہ کے ساتھ یہ درس پر معرفت ان لوگوں کے لئے پیش کیا ہے۔ جو خدا کی محبت کے دعوے کے ساتھ اپنی قربانی پر فخر کرتے ہیں۔ انہیں بتایا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ خدا کی راہ میں جو کچھ بھی قربان کیا جائے۔ وہ اس لحاظ سے کہ خدا ہی کا دیا ہوا ہے۔ مالک حقیقی کو اس کی چیز کا واپس کرنا یہ تو ادائے امانت ہے۔ اور معرفت حقہ کے رو سے عشق کے جذبہ کے ساتھ اس امانت کی واپسی عاشقانہ خلوص ہے۔ اور قربانی کو نفس کی طرف منسوب کرنا محجوبانہ احساس ہے۔ جو عشق و معرفت کے حقیقی احساس کے نزدیک محض لاف و گزاف

پس اگر کوئی مجازی عاشق یہ شعر اپنے محبوب مجازی کو مخاطب کر کے کہتا۔ تو بے شک ؎

اول کسے کہ بانگ تعشق زند منم

کہنا بجا اور درست تھا۔ لیکن محبوب حقیقی کو مخاطب کرتے ہوئے عارفانہ فہمید اور بصیرت کے ساتھ بانگ کی جگہ لاف کا لفظ استعمال کیا جانا ہی موزون اور مناسب تھا۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اے خدا اے محبوب حقیقی اگر تیرے کوچہ میں عشاق کا سر کاٹا جانا لگے۔ تو اس وقت میں اس قربانی کرنے والوں میں سے پہلا وہ شخص ہوں گا۔ جو اپنی قربانی کے لئے سب سے پہلے حاضر ہوں گا۔ لیکن میں اس قربانی کے متعلق یہ نہیں کہونگا کہ میں یہ قربانی کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ قربانی والی چیز تو دراصل تیری ہی ہے۔ ہاں لاف تعشق ہوگی۔ کیونکہ عشق قربانی کو چاہتا ہے۔ اور عرفان حقیقت کے لحاظ سے بے نفسی کو جس کا نتیجہ اظہار دعوئے قربانی کی جگہ بصنعت تذلل لاف کا اظہار ہے۔ اس لئے کہ باقتضائے محل یہ لاف من وجہ نفی قربانی کی نفی کے معنوں میں پائی جاتی ہے۔

یہ امر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ لاف کو بغرض اظہار جذبہ خلوص و غلبۂ عشق کے نتیجہ میں بنظر عرفان بیان فرمایا ہے نہ کہ ان معنوں میں کہ جن میں معترض نے سمجھا ہے اس کا قرینہ یہ بھی ہے۔ کہ حضور کے دوسرے متفرق کلمات جو حضور کی کتب کے مختلف مقامات میں پائے جاتے ہیں وہ اس کی تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ فارسی درثمین میں آپ کے ذیل کے منظوم کلام سے اس کی تصدیق ظاہر ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

تیغ گر بارد بکوئے آں نگار
آں منم کاول کند جاں را نثار

یعنے محبوب کے کوچہ میں اگر بارش کی طرح تیغ برسنے لگے۔ تو عاشقوں کے خونبار حلقہ میں سے پہلا میں وہ عاشق ہونگا۔ جو جاں نثار کرنے کے لئے آگے بڑھوں گا

دوسرا اعتراض

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر میں کہ

آنچہ داد است ہر نبی را جام۔ داد آں جام را مرا بتمام

جام را کا حرف را بے معنے اور محاورات زبان کی ادبی شان سے گرا ہوا ہے ؛

جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی اس شعر کو پیش کر کے بہت کچھ حرف گیری اور طعنہ زنی کیا کرتے ہیں لیکن اس کا پہلا جواب تو یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب سر الخلافہ کے ٹائیٹل پیج کے اندرونی صفحہ میں اپنی تصانیف اور اپنی تحریرات کی نسبت ایک ہدایت پیش کی ہے جو یہ ہے۔ کہ بعض جگہ کتابت یا سبقت قلم کی وجہ سے کہیں غلط لفظ لکھا گیا

اور دوسری جگہ اسے صحت کے ساتھ لکھا گیا ہو۔ یا معنے کے لحاظ سے دوسرے مقام میں اس کی اصلاح ہو۔ تو اس غلطی کو کاتب کی غلطی یا سبقت قلم کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ اور بعض دفعہ کاتب کی غلطی سے ایک لفظ کچھ کا کچھ بن جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں ایک الہام اسمع وادری ہے جسے رسالہ البشریٰ میں اسمع ولدی کاتب نے غلطی سے لکھ دیا گیا وادری کے حرف ا اور حرف ر کو ملا کر ولدی بنا دیا۔ اس پر کوتہ بین مخالفین نے اسمع وادری کا فقرہ جس کے معنی ہیں میں سنتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں۔ اس کی جگہ اسمع ولدی کے غلط تحریر شدہ فقرہ کو لے کر اور اس کے یہ معنی کر کے کہ اے میرے بیٹے میری بات سن شور مچا دیا۔ حالانکہ یہ غلطی محض کاتب کی غلط کتابت کے نتیجہ میں پیدا ہو گئی۔ ایسی صورت میں اہل علم کا کام ہے۔ کہ وہ اپنی خداداد قابلیت سے غلط کو درست پڑھیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں کاتبوں سے سہو کتابت سے کئی مقامات میں غلط الفاظ لکھے جاتے ہیں لیکن واقف اور جاننے والے غلط پڑھنے کی بجائے صحیح پڑھتے ہیں۔ اس شعر میں بھی کاتب نے جام الکھدیا۔ حالانکہ یہ لفظ اصل میں جاہا ہے۔ جسے کاتب نے م اور ہا کو ملا کر لکھنے کی بجائے جامرا کی صورت میں غلط طور پر لکھدیا۔ جاہا کا لفظ جو جام کی جمع ہے۔ وہ شعر کے معنی اور مفہوم کے لحاظ سے بھی درست ہے۔ آہا ... ہر ایک نبی کو ایک ایک جام دیا گیا۔ اور آپ چونکہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ مبعوث کئے گئے۔ اس لئے ہر ایک نبی کو جو جام دیا گیا۔ وہ سب کے سب جام آپ کو دئے گئے۔ تو اس صورت میں داد آں جاہا مرا بتمام۔ بالکل درست ہوگا۔ اور بتمام ... بھی ادا کرتا ہے۔ کہ جو جام فرداً فرداً ہر ایک نبی کو دئے گئے۔ وہ تمام کے تمام اور سب کے سب جام مجھے دئیے گئے۔ چنانچہ آپ ان معنوں میں ہی ذیل کا کلام فرماتے ہیں ؎

کن مست جاہائے عنایاتِ دلبرم

اس جگہ لفظ جام اور عنایت کو جمع کی صورت میں لا کر بیان فرمانا۔ اور دوسری جگہ داد آں جاہا مرا بتمام فرمانا ایک ہی مطلب رکھتا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ اگر ؎ داد آں جام مرا بتمام بھی ہو۔ اور بجائے جاہا کے جام را ہی سمجھا جائے۔ تو بھی ادبی طریق پر کوئی سقم نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ بڑے بڑے مستند اور ماہر ادیبوں کے کلام میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اور حرف را صرف مفعول کی ہی علامت کے لئے خاص نہیں۔ بلکہ اور بھی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ غیاث اللغات جو لغت فارسی کی معتبر کتاب ہے۔ اس میں حرف را کے متعلق لکھا ہے۔ حرف را علامت مفعول است وگاہے بمعنے برائے آید۔ چنانکہ گویند خدا را یعنے برائے خدا وگاہے بدل اضافت آید۔ چنانکہ گویند ؎

کسا ترا نشد ناوک اندر حریر

یعنے ناوک آں کساں۔ وگاہے افادۂ معنے از سبب کنند چنانکہ گویند قضا را۔ یعنے بسبب قضا وگاہے زائد باشد چنانکہ امیر خسرو گوید ؎

گرچہ تن سن زپئے سوز راست ۔ رحمتِ تو از پئے ایں روز راست

اس کے سوا اور معنوں میں بھی استعمال کرنے کے لئے حرف را کو لایا جاتا ہے۔ اب جبکہ حرف را امیر خسرو کے کلام کی طرح بھی استعمال ہوتا ہے۔ تو اس میں کونسا مضائقہ ہے۔ اور یہ زائد پہلو تو برسبیل تسلیم و مفروضات ہے۔ ورنہ حضرت اقدس کے کلام بلاغت التزام میں وہ کمال ہے۔ کہ یہ ایک ہی مصرعہ کئی پہلوؤں پر معنے دیتا ہے۔ اول جاہا کے معنوں میں دوسرے جام را کی را کو زائد تسلیم کرنے سے تیسرے جام را کی را کو علامت مفعول اول اور مرا کی را کو علامت مفعول ثانی کے رو سے کیونکہ حقیقت میں اظہار علامت حذف کے مقابل غلط نہیں۔ بجز اس کے کہ محاورات میں حذف کی صورت عام طور پر استعمال ہونے سے مانوس طبع ہو گئی ہو لیکن قواعد زبان سے اس کی تغلیط نہیں ہوتی۔ بلکہ حذف بمقابلہ اظہار کمی مفہوم سے اشکال کے قریب ہے۔ چوتھے جام را اور مرا دونوں میں سے مرا کی را کو برائے کے معنوں میں لیں۔ پانچویں یہ کہ جام را کی را کو سببیہ قرار دیں۔ خصوصاً اس صورت میں کہ داد آں جام را کے فقرہ میں داد کو دہش کے معنوں میں بطور مصدر مستعمل لیں۔ چھٹے یہ کہ داد انجام را کے فقرہ کو داد۔ آنجا۔ مرام۔ را کی صورت میں رسم الخط کو آنجا اور مرام کی صورت میں لیں۔ اور آنجا سے مرتبہ بعثت انبیاء اور مرام سے وہی داد و دہش اور جود و عطا جسکا فقرہ اولیٰ میں ذکر ہے۔ یعنی ؎ آنچہ داد است ہر نبی را جام

پس ایسا کلام بلیغ کہ جس میں ہر تقطیع کے لحاظ سے ایک نیا مفہوم اور نئے معنے پیدا ہوتے ہیں۔ مخالفانہ نگاہ میں مورد اعتراض ہے۔ پرسچ ہے ؎

چشم بداندیش کہ برکندہ باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظر

تیسرا اعتراض

ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ

"تقتلنی بغیر ثبوت جرم۔ فقل ما لیصدرن منی جناح"

جناب مرزا صاحب کا یہ عربی شعر جو تحفۂ بغداد کے قصیدہ میں ہے۔ اسمیں یہ امر قابل اعتراض ہے۔ کہ مرزا صاحب قل کا مقولہ ایسی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ جو عربی زبان کے لٹریچر کے خلاف ہے۔ کیونکہ قول کا مقولہ بطور حکایت کے پایا جاتا ہے۔ اور نقلاً قول کے خلاف مقولہ کا مفہوم نہیں ہوا کرتا۔ جیسا کہ وقولھم انا قتلنا المسیح عیسٰی ابن مریم رسول اللہ اور قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الناس اب قول کیا ہے۔ بعد کا فقرہ یعنے انا قتلنا اور قل ھو اللہ احد میں قل کا مقولہ کیا ہے ھو اللہ احد اور اسی طرح قل اعوذ برب الناس میں قل کا مقولہ بطور حکایت کے اعوذ برب الناس ہے۔ اب جناب مرزا صاحب کا یہ فقرہ کہ فقل ما لیصدرن منی جناح اس کا یہ مطلب کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میرے مخالف کیا تو مجھے ثبوت جرم کے بغیر ہی قتل کرنا چاہتا ہے۔ اگر یہ بات ہے۔ تو مجھ سے کہہ کیا صادر ہوا ہے۔ مجھ سے گناہ جسکی وجہ سے مجھے قتل کیا جاتا ہے۔ لیکن عربی زبان میں اس طرح کہنا غلط ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ بلکہ قل ما لیصدرن منی جناح کا مطلب قل ھو اللہ احد وغیرہ کی مثال اور محاورہ کے رو سے یہ ہوگا۔ کہ تو کہ کیا کہ ما لیصدرن منی جناح جیسے قل ھو اللہ احد میں بتایا گیا۔ کہ کہو کیا کہو آگے بتایا ھو اللہ احد کہ وہ جو اللہ ہے۔ وہ ایک ہی ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب کے کلام کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ کہہ کیا صادر ہوا مجھ سے گناہ۔ یعنی مخالف کو کہتے ہیں۔ کہ تو یہی کہتا رہ۔ کہ ما لیصدرن منی جناح۔ ما لیصدرن منی جناح پس ایسا فقرہ عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ہے۔

جواب

سیدنا حضرت مرزا صاحب کے اس شعر پر جو اعتراض کیا گیا ہے یہ دیوبندی علماء میں سے ایک شخص نے کیا ہے۔ اس کا جواب اس سے پیشتر بھی میں کئی دفعہ دے چکا ہوں۔ یہی اعتراض جب ایک مولوی صاحب نے جنکا نام نظام الدین تھا۔ اہل حدیث تھے۔ اور موضع علی آباد علاقہ چنیوٹ میں رہتے تھے۔ پیش کر کے مجھ سے جواب طلب کیا اور میں نے انہیں جب قرآن و حدیث سے جواب دیا۔ تو کہنے لگے۔ ہاں میری سمجھ میں آگیا۔ کہ اعتراض کرنے والے کچھ ایسے عالم نہیں۔ میں نے انہیں قرآن کریم سے قولوا للناس حسنا۔ قل لعبادی یقولوا التی ھی احسن۔ قولوا قولاً سدیداً۔ وقل لھما قولاً کریماً وغیرہ آیات سے جواب دیا۔ اور بخاری کی حدیث شفاعت سے الفاظ ثم یقول ارفع محمد وقل تسمع بتائے۔

معترضین غور کریں۔ کہ جو اعتراض حضرت اقدس کے کلام پر وارد کیا جاتا ہے۔ وہی اعتراض بعینہٖ ان آیات اور حدیث کے الفاظ پر وارد ہوتا ہے۔ جو کلام قرآن و حدیث کے معیار اور میزان پر موزون اور صحیح ثابت ہو۔ اسے کیوں قابل اعتراض اور نشانۂ طعن بنایا جائے

اب معترض صاحب سے ہم پوچھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی وہ آیات جو اوپر لکھی گئی ہیں۔ کیا قولوا اور قل سے شروع ہوتی ہیں۔ اور کیا ان کا معترض کے نزدیک یہ مطلب ہوگا۔ مثلاً یہ کہ قولوا للناس حسنا لوگوں سے لفظ حسنا حسنا کہا کرو۔ اور یقولوا التی ھی احسن یعنے لوگوں سے التی ھی احسن کا فقرہ کہا کرو۔ اور قولوا قولاً سدیداً یعنے لفظ قولاً سدیداً قولاً سدیداً کہا کرو۔ اور قل لھما قولاً کریماً یعنے والدین سے لفظ قولاً کریماً قولاً کریماً کہا کرو۔ اور حدیث بخاری کے رو سے خدا تعالیٰ آنحضرت سے مخاطب ہو کر یہ فرمائے گا۔ قل تسمع کہ تو لفظ تسمع کہا کر۔ یا یہ کہ کہو جو بات کہنا چاہتا ہے۔ تیری بات سنی جائے گی۔ یہی وہ باتیں ہیں جو جواب میں پیش کی گئیں جن کے مقابل مخالف معترض دم بخود ہو گئے۔ اب انہی معنوں میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا استعفےٰ اور مسلمان اخبارات

معزز معاصر انقلاب کا بیان

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے گذشتہ اجلاس میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدارت سے استعفےٰ پیش فرمایا۔ تو اس کے متعلق ہندو خبر رساں ایجنسی "بھارت نیوز سروس" نے بالکل غلط پیرایہ میں روئداد اخبارات کو بھیجی۔ اس کی تردید کرتے ہوئے معزز معاصر انقلاب کے ایڈیٹر مولانا غلام رسول صاحب مہر نے جو نہ صرف آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ممبر بلکہ اس اجلاس تک سکرٹری بھی تھے۔ حسب ذیل روئداد اپنے اخبار مورخہ ۱۳ مئی میں شائع کی۔

بعض مقامی اخبارات میں بھارت نیوز سروس کے حوالے سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے گزشتہ اجلاس کی جو روئداد شائع ہوئی ہے۔ اس میں واقعات کو بالکل غلط شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ اس سے قبل عہدہ داروں کے جدید انتخاب کی درخواست کے متعلق بھی "سول" میں قطعاً غیر مناسب اور غیر صحیح انداز میں ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ جس کا ترجمہ "انقلاب" میں بھی چھپا۔ اور کشمیر کمیٹی کے اجلاس کی جو روئداد خود "انقلاب" کی ایک قریبی اشاعت میں چھپی ہے۔ اسے اگرچہ فی الجملہ غلط نہیں کہا جا سکتا لیکن وہ اتنی مختصر ہے۔ کہ اصل اجلاس کی صحیح کیفیت پیش نہیں کرتی۔ میری ناچیز رائے میں اجلاس کے متعلق غلط روئدادیں شائع ہونے کی دو وجہیں ہیں۔ اول یہ کہ عارضی سکرٹری صاحب نے مستند روئداد اب تک شائع نہیں کی۔ دوم۔ یہ کہ بعض اشخاص ذمہ دار مجلس کے ممبر ہونے کے باوجود ذمہ داریوں کا احساس نہیں فرماتے۔ اور ہمیشہ اپنے خاص خیالات و افکار کو واقعات کا جامہ پہنا کر بعض نامہ نگاران مقامی کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں۔ یہ بیماری اچھی خاصی متعدی بن چکی ہے۔

یہ واقعہ ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے چند لاہوری ممبروں نے اس مضمون کی ایک درخواست صاحب صدر کے پاس بھیجی تھی۔ کہ عہدیدار از سر نو منتخب کئے جائیں۔ اس پر میرے بھی دستخط ثبت تھے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے جلسے میں ایجنڈا کی کارروائی کے بعد میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب صدر کمیٹی نے ایک تحریر پڑھی۔ جس میں درخواست کا ذکر کرتے ہوئے صدارت سے استعفےٰ پیش کیا گیا تھا۔ تاکہ کمیٹی کے لئے صدر کے انتخاب کا مسئلہ بالکل آزاد رہے۔ اور جو ممبر نیا انتخاب چاہتے تھے۔ ان کی خواہش کے مدارج میں میرزا صاحب کسی وجہ سے روک کا باعث نہ بنیں۔ میرزا صاحب نے اپنی تحریر میں اس واقعہ کا ذکر بھی کیا تھا۔ کہ پچھلے سال بھی انہوں نے کمیٹی سے کہا تھا۔ کہ وہ ایک سال تک صدر رہ چکے ہیں۔ لہٰذا اب مناسب ہے کہ کوئی دوسرا شخص صدر منتخب ہو جائے۔ لیکن کمیٹی کے ممبروں نے اس وقت یہی مناسب سمجھا۔ کہ نیا انتخاب نہ ہو۔ اور میرزا صاحب ہی صدر رہیں۔

تحریر کے دوسرے حصے میں میرزا صاحب نے "سول" میں درج شدہ اطلاع کے متعلق شکایت کی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ اگر ممبروں کی رائے وہی ہو۔ جس کا اظہار "سول" میں کیا گیا ہے تو اس صورت میں انہیں (میرزا صاحب کو) کمیٹی کا ممبر بھی نہیں رہنا چاہیئے۔ ملک برکت علی صاحب نے اور بعض دوسرے اصحاب نے انتہائی صاف گوئی کے ساتھ میرزا صاحب کو یقین دلایا۔ کہ "سول" میں عہدیداروں کے انتخاب کی درخواست کو جس رنگ میں شائع کیا گیا ہے۔ اس سے درخواست دینے والوں کو قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ملک صاحب نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔ کہ میرزا صاحب نے اس باب میں بہت باعزت اور قابل قدر طرز عمل کا ثبوت دیا ہے یعنی جس وقت انہیں معلوم ہوا۔ کہ بعض ممبر نئے انتخاب کے طلبگار ہیں۔ تو میرزا صاحب نے صدارت کو ترک کر کے انتخاب کا راستہ زیادہ سہل۔ صاف اور آسان بنا دیا اور وہ (ملک صاحب) اس بات کے لئے تیار ہیں کہ زمانہ صدارت میں میرزا صاحب کی شاندار خدمات کے متعلق ایک قرار داد پیش کریں میں نے یہ کہا تھا۔ کہ عہدیداروں کے انتخاب کی درخواست پر میرے بھی دستخط ثبت ہیں۔ لیکن میں خود سکرٹری تھا۔ اور میرے سامنے اگر دن میں دس مرتبہ بھی ایسی درخواستیں آتیں۔ تو میرے لئے مناسب یہی تھا۔ کہ ان پر بلا تامل دستخط کرتا اس لئے کہ دستخط نہ کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتا۔ کہ میں اپنے عہدے پر قائم رہنے کا خواہاں ہوں۔ لیکن مرزا صاحب کا استعفےٰ منظور نہیں ہونا چاہیئے یہ اس لئے کہ میری دیانت داری کے ساتھ یہ رائے ہے۔ کہ اس سے کشمیر کمیٹی کے اختیار کردہ کام میں خلل پڑ جائیگا اس پر مختلف اصحاب نے میری تائید کی۔ لیکن ملک برکت علی صاحب نے دو تین مرتبہ تشریح کے ساتھ فرمایا۔ کہ میرزا صاحب کا اختیار کردہ طریق ہی بہترین طریق ہے۔ اور میرزا صاحب بھی اپنے استعفےٰ پر قائم رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ استعفےٰ منظور ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ میرزا صاحب کی خدمات کے اعتراف و تحسین کی ایک قرار داد بالاتفاق منظور ہوئی۔ جس میں "سول" والے الزام کی تردید بھی کی گئی تھی۔

اس کے بعد سکرٹری شپ سے میرے استعفےٰ کا مسئلہ آتا ہے۔ گزشتہ جلسہ میں میری درخواستوں اور التجاؤں کے بالکل خلاف مجھے سکرٹری بنا دیا گیا تھا۔ اور میں نے سخت مجبور کئے جانے پر سکرٹری شپ کو اس شرط کے ساتھ قبول کیا تھا کہ آئندہ جلسے میں سب سے پہلا کام یہ کیا جائے۔ کہ میری جگہ نیا سکرٹری منتخب کر لیا جائے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ میں نے یہ دھمکی دی تھی۔ کہ اگر میرزا صاحب کا استعفےٰ منظور ہو گیا۔ تو میں بھی استعفےٰ دے دونگا۔ بلاشبہ میں میرزا صاحب کے استعفےٰ کی منظوری کا مخالف تھا۔ لیکن اگر میرزا صاحب کا استعفےٰ منظور نہ ہوتا۔ یا نئے انتخاب کی درخواست پیش نہ ہوتی۔ تو میں اس حالت میں بھی سکرٹری شپ سے لازماً استعفےٰ دیتا۔ اس لئے کہ میرے پاس اتنا وقت نہ تھا۔ کہ سکرٹری شپ کے گرانبہا فرائض کی بجا آوری سے عہدہ برآ ہو سکتا۔ میں نے محض اس بنا پر استعفےٰ دیا۔ جو میرے اصرار پر منظور ہو گیا۔ یہ ہیں اصل واقعات جن کو عام اطلاع کے لئے شائع کرنا ضروری تھا۔

معزز معاصر سیاست کا بیان

مولانا سید حبیب صاحب اپنے اخبار سیاست مورخہ ۱۸ مئی میں لکھتے ہیں:-

لاہور کے بعض ارکان کشمیر کمیٹی میں یہ تحریک جاری تھی کہ کمیٹی مذکورہ کے عہدہ داروں کا جدید انتخاب ہو۔ مجھے بھی اس تحریک کی تائید کے لئے کہا گیا اور میں نے بھی متعلقہ کاغذ پر دستخط کئے۔ لیکن افسوس ہے کہ معلومہ حادثہ کی وجہ سے میں جلسہ میں موجود نہ تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس جلسہ میں مرزا صاحب کا استعفےٰ منظور کر لیا گیا یہ بھی کہا جاتا ہے۔ مولانا چوہدری غلام رسول صاحب مہر نے بھی سکرٹری کے عہدہ سے استعفےٰ داخل کر دیا۔ اور ان کی جگہ ملک برکت علی صاحب کا تقرر عمل میں آیا۔ میں خوش ہوں کہ ایسا ہوا اس لئے کہ میری دانست میں اپنی اعلیٰ قابلیت کے باوجود ڈاکٹر اقبال اور ملک برکت علی صاحب دونوں اس کام کو چلا نہیں سکیں گے اور یوں دنیا پر واضح ہو جائیگا۔ کہ جس زمانہ میں کشمیر کی حالت نازک تھی اس زمانہ میں جن لوگوں نے اختلاف عقائد کے باوجود مرزا صاحب کو صدر منتخب کیا تھا۔ انہوں نے کام کی کامیابی کو زیر نگاہ رکھ کر بہترین انتخاب کیا تھا۔ اس وقت اگر اختلاف عقائد کی وجہ سے مرزا صاحب کو منتخب نہ کیا جاتا تو تحریک بالکل ناکام رہتی اور امت مرحومہ کو سخت نقصان پہنچتا۔ میری رائے میں مرزا صاحب کی علیحدگی کمیٹی کی موت کے مرادف ہے۔ مختصر یہ کہ

تاریخ اسلام

جنگِ قادسیہ

رستم کی روانگی

حضرت سعد بن وقاص کی قیادت میں اسلامی لشکر کا قادسیہ کے مقام پر جمع ہونے اور ڈیرے ڈال دینے کا ذکر ایک گزشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ مسلمانوں نے فرات وحیرہ کے تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ تو لوگوں نے جا کر دربار ایران میں شکایت کی۔ اور مطالبہ کیا کہ انہیں عربوں سے بچایا جائے۔ ورنہ وہ ان کی اطاعت اختیار کر لیں گے۔ یزدجرد شاہ ایران نے اپنے وزیر جنگ رستم کو حکم دیا۔ کہ وہ خود عربوں کے مقابلہ پر جائے۔ اور جا کر ان کا قلع قمع کرے۔ رستم اگرچہ خود مقابلہ پر آنے سے بچتا تھا۔ مگر بادشاہ کے حکم کی تعمیل بھی ضروری تھی۔ اس لئے بہت شان وشوکت سے روانہ ہوا۔ اور چالیس کوس کا فاصلہ جو مدائن اور قادسیہ کے درمیان ہے۔ اس نے چھ مہینے میں طے کیا۔

ایرانیوں کی فوجی طاقت

اس اثناء میں ملک کے ہر حصہ سے افواج اس کے جھنڈے تلے آکر جمع ہونا شروع ہو گئیں۔ حتیٰ کہ ایرانی لشکر کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچ گئی۔ جنگی ہاتھی و دیگر اسلحہ وغیرہ بھی اس کے ساتھ بافراط تھے۔ حضرت سعد نے ایرانیوں کی تیاریوں کی اطلاع دربار خلافت میں دی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے لکھا۔ کہ دشمن کی کثرت سے مت گھبراؤ۔ اور خدا تعالےٰ پر توقع رکھو۔ جنگ سے قبل شاہ ایران کے پاس ایک تبلیغی وفد بھیجو۔ جو اسے دعوت اسلام دے۔ تا اگر وہ انکار کرے۔ تو اللہ تعالےٰ کے غضب کا سزاوار ٹھہرے۔

شاہ ایران کے دربار میں اسلامی وفد

اس ارشاد کی تعمیل میں ایک وفد تیار کیا گیا۔ جس کے قائد عاصم بن عمر تھے۔ شاہ ایران نے ان لوگوں کو طرح طرح کی فریب کاریوں سے مرعوب کرنا چاہا۔ لیکن ان کے دوٹوک اور بے باکانہ جواب سنکر آپے سے باہر ہو گیا۔ وفد نے جب اس کے سامنے اپنی شرائط پیش کئے۔ کہ اول تو اسلام قبول کرو۔ ورنہ جزیہ ادا کرو۔ یا پھر تلوار پر فیصلہ چھوڑ دو۔ تو اس نے حکم دیا۔ کہ مٹی کی ایک بوری لا کر رئیس وفد کے سر پر رکھ دی جائے۔ اور اسی ہیئت میں انہیں شہر سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ مٹی لائی گئی۔ جسے حضرت عاصم نے بڑھ کر کندھے پر اٹھا لیا اور اس طرح یہ وفد اسلامی کیمپ میں پہنچ گیا۔ اور اس وقت اس مٹی سے بطور تفاول یہ مراد لی۔ کہ گویا شاہ ایران نے اپنا ملک ہمارے حوالے کر دیا ہے۔

گفتگوئے مصالحت میں ناکامی

آخر رستم اپنے لاؤ لشکر سمیت قادسیہ پہنچا۔ تو چونکہ یہ مسلمانوں کے مقابلے سے بہت گھبراتا تھا۔ اس نے حضرت سعد کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ گفتگوئے مصالحت کے لئے اپنا کوئی سفیر میرے پاس بھیجو۔ اس پر حضرت ربعی بن عامر کو بھیجا گیا۔ رستم نے اپنی شان وشوکت سے انہیں مرعوب کرنے کے لئے بڑا شاندار دربار منعقد کیا۔ اور قیمتی سامان کی خوب نمائش کی۔ لیکن جب حضرت ربعی دربار کے خیمہ میں داخل ہوئے۔ تو اپنے گھوڑے کو ایک گاؤ تکیے کے ساتھ باندھ دیا۔ اور خود رستم کے برابر تخت پر جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد خود ہی نیچے اترے۔ اور فرش کو ہٹا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ اور گفتگوئے مصالحت پر آپ نے وہی باتیں دہرا دیں۔ جو ایسے مواقع پر مسلمانوں کی طرف سے پیش کی جاتی تھیں۔ رستم نے اپنے مشاہیر کے ساتھ مشورہ کرنے کا عذر پیش کر کے انہیں رخصت کیا۔ دوسرے دن پھر اس نے اسلامی سفیر کو منگوایا۔ اور اس سے بھی اسی قسم کی گفتگو کے بعد رخصت کر دیا۔ تیسرے دن پھر ایک آدمی کو بلایا۔ اور جب اس نے بھی اسی بے باکی کے ساتھ گفتگو کی۔ تو بہت بگڑا۔ اور فوراً جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

آغاز جنگ

دونوں لشکروں کے درمیان ایک نہر حائل تھی۔ جس پر رستم نے ایک پل تعمیر کروا لیا۔ اور پھر حضرت سعد سے مشورہ کے بعد اپنے تمام لشکر سمیت اس طرف اتر گیا۔ دونوں طرف سے صفیں آراستہ کی گئیں۔ ایرانیوں نے حسب عادت جنگی ہاتھیوں کو سب سے آگے رکھا۔ حضرت سعد کے بدن پر دنبل نکلے ہوئے تھے اور ساتھ ہی انہیں عرق النساء کے درد کی بھی شکایت تھی۔ اس وجہ سے وہ نہ تو گھوڑے پر سوار ہو سکتے تھے۔ اور نہ ہی پیدل چل پھر سکتے تھے۔ اس لئے ایک بلند مقام پر بیٹھ کر لشکر کی راہ نمائی کرتے رہے۔ اور میدان جنگ کا انچارج خالد بن عرفطہ کو مقرر کر کے خود ہدایات ان کے پاس بھیجتے رہے۔

ایرانیوں کی طرف سے مبارز طلبی

سب سے قبل ایک ایرانی شاہزادہ ہرمز نامی میدان میں نکلا۔ اور اپنا مبارز طلب کیا۔ حضرت غالب بن عبد اللہ اسدی اس کے مقابل میں نکلے۔ اور اسے گرفتار کر کے اسلامی لشکر میں لے آئے۔ اس پر ایک اور پہلوان ایرانیوں میں سے آیا۔ جس کے مقابلہ کے لئے حضرت عاصم پہنچے۔ ایرانی شاہسوار ایک دو واروں کے بعد ہی میدان سے بھاگ نکلا۔ حضرت عاصم نے اس کا تعاقب کیا۔ اور عین ایرانی صفوں کے قریب پہنچ کر اس کے گھوڑے کی دم پکڑ کر ٹھہرا لیا۔ اور پھر گھوڑے کے اوپر سے کھینچ کر اپنے گھوڑے پر رکھ لیا اور اپنے لشکر میں لے آئے۔ اس کے بعد ایک اور بہادر نکلا۔ جسے حضرت عمرو بن معدیکرب نے گرفتار کر لیا

جنگ مغلوبہ

یہ حالت دیکھ کر رستم نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی ہاتھیوں کی صفوں کو مسلمانوں کی طرف دھکیلا۔ پہلے تو مختلف قبائل انہیں روکتے رہے۔ لیکن اتنے میں رستم نے اپنے لشکر کو یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے بھی ان کی تقلید کی اور بالآخر دونوں لشکر ایک دوسرے سے مل گئے۔ ایرانیوں کے ہاتھی مسلمانوں کے لئے خوفناک مصیبت بن رہے تھے۔ کہ حضرت سعد نے اپنے تیر اندازوں کو حکم دیا۔ انہوں نے ایسی تیر اندازی کی۔ کہ ہاتھی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ اور مسلمان بہادر خوب شمشیر زنی کرتے رہے۔ یہ واقعہ محرم ۱۴ھ بروز دوشنبہ کا ہے۔ صبح سے شام تک یہ جنگ جاری رہی۔ آخر رات کی تاریکی کی وجہ سے ملتوی ہو گئی۔

لڑائی کا دوسرا دن

اگلے روز لڑائی شروع ہونے سے قبل مسلمانوں نے اپنے شہداء کو دفن کیا۔ جن کی تعداد پانصد تھی۔ اتنے میں وہ لشکر جو شام سے حضرت سعد کی امداد کے لئے آرہا تھا۔ اس کا مقدمۃ الجیش حضرت قعقاع بن عمرو کے زیر کمان آپہنچا۔ حضرت قعقاع پہنچتے ہی فوراً میدان میں نکل آئے۔ اور مبارز طلب کیا۔ اس پر بہمن جادویہ میدان میں نکلا۔ اور مارا گیا۔ اس کے بعد کئی ایرانی پہلوان یکے بعد دیگرے حضرت قعقاع کے مقابل پر آئے۔ اور موت کے گھاٹ اتر گئے۔ آخر رستم نے عام حملہ کا حکم دیا۔ اور بڑے زور شور سے لڑائی ہونے لگی۔ اس دن بھی ہاتھیوں کی مصیبت مسلمانوں کے لئے بہت سخت تھی۔ جس سے نجات حاصل کرنے کے لئے انہوں نے بھی ایک تدبیر نکالی۔ اونٹوں پر بڑی بڑی جھولیں ڈال کر مہیب بنا دیا۔ جن سے ڈر کر ایرانیوں کے گھوڑے بدکنے لگے۔ اور انہیں سخت نقصان پہنچا۔ شام تک جنگ ہوتی رہی۔ جس میں ایک ہزار مسلمان شہید اور دس ہزار ایرانی مارے گئے۔

ایرانیوں کی شکست

تیسرے روز پھر زور شور سے لڑائی شروع ہوئی۔ حضرت قعقاع نے ہمت کر کے سفید ہاتھی کو قتل کر دیا۔ اور ہاتھیوں میں بھگدڑ مچا دی۔ اس پر ہاتھی ایرانیوں کو ہی پاؤں تلے روندنے لگے۔ لڑائی صبح سے شام تک جاری رہی۔ اور پھر مغرب کے بعد شروع ہو کر صبح تک ہوتی رہی۔ حضرت سعد نے یہ تمام شب دعا اور گریہ وزاری کی۔ مسلمان ایرانیوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے عین رستم کے تخت کے قریب جا پہنچے۔ اور وہ خود لڑنے لگا۔ مگر بری طرح زخمی ہوا۔ اور جان بچانے کے لئے نہر میں کود پڑا۔ ایک مسلمان نے اس کی ٹانگ پکڑ کر باہر کھینچ لیا اور قتل کر کے تخت پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اس کی موت کا اعلان کر دیا۔ جسے سنتے ہی ایرانیوں کے ہوش پران ہو گئے۔ اور وہ بھاگ گئے۔ تیس ہزار ایرانی سواروں میں سے اس روز بمشکل تیس اپنی جان بچا سکے۔ باقی سب مارے گئے۔ ان کا مشہور جھنڈا درفش کاویانی بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ مسلمان شہداء کی تعداد چھ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ بیشمار مال غنیمت مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ حضرت سعد نے جنگ کے تمام حالات [illegible]

بہاول پور کا مقدمہ تنسیخ نکاح

جرح کے متعلق مولوی جلال الدین صاحب شمس کے جواب

غیر احمدی۔ کیا مولوی غلام صاحب فرید احمدی ہیں؟

شمس۔ ہاں اس وقت وہ احمدی ہیں۔ لیکن ان کا جو ذکر اشارات فریدی میں آتا ہے۔ اس وقت وہ احمدی نہ تھے۔

غیر احمدی۔ ملا رکن الدین صاحب کے درست تھے؟

شمس۔ مجھے معلوم نہیں۔ لیکن اگر درست بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں

غیر احمدی۔ کیا خواجہ صاحب کے کسی خلیفہ نے اس کی تردید بھی کی ہے۔

شمس۔ جس وقت یہ شائع ہوا۔ اس وقت کسی نے اس کی تردید نہیں کی۔

غیر احمدی۔ کیا خواجہ غلام فرید صاحب احمدی تھے؟

شمس۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مصدق تھے۔ آپ کے مخالف نہ تھے۔ اور مصدق ہونے کی حالت میں ہی انکی وفات ہوئی

غیر احمدی۔ کیا خواجہ صاحب کے سامنے مرزا صاحب کے دعاوی پیش ہوئے؟

شمس۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس وقت تک جسقدر دعاوی کئے تھے۔ سب ان کے سامنے پیش ہوئے۔ اور انہوں نے ان کی تصدیق کی تردید یا انکار نہیں کیا۔

غیر احمدی۔ کیا حضرت مرزا صاحب کا اس وقت نبی ہونے کا دعوےٰ تھا؟

شمس۔ ہاں حضور نے اپنے غیر تشریعی نبی ہونے کا دعوےٰ توضیح مرام میں ہی کر دیا تھا لیکن آپ بجائے نبی کے اپنے لئے محدث کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ بعد میں نبی کا لفظ استعمال کیا۔ اس وقت آپ کے الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ آچکے تھے۔ اور وہ سب الہامات خواجہ صاحب کے سامنے پیش کئے گئے۔ جس پر خواجہ صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ یہ مرزا صاحب کے کمال پر دال ہیں

غیر احمدی۔ کیا کسی انسان کے کلام کے متعلق بھی ایسا کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ طاقت بشری سے بالا ہے۔ اور کیا یہ قرآن مجید کی توہین نہیں؟

شمس۔ اگر کوئی انسان اپنے کلام کو جو اس نے خاص خدا تعالیٰ کی تائید سے لکھا ہے۔ بطور اعجاز پیش کرے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کی ہمتوں کو اس کے مقابلہ میں پست کر دے اور وہ اس کی مثل نہ لا سکیں۔ تو وہ بھی اعجاز سمجھا جائیگا۔ اور ایسا سمجھنا اگر اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق ہے۔ تو وہ قرآن مجید کی توہین نہیں۔ کیونکہ قرآن میں کوئی تعیین مدت وغیرہ کی نہیں کی گئی۔ بلکہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر زبان میں اپنے اندر کامل اعجاز رکھتا ہے۔ لیکن دوسرا کلام جو اعجازی رنگ رکھتا ہے ایسا نہیں ہوتا۔

غیر احمدی۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔ کہ صوفیاء کرام کبر سے خالی ہوتے ہیں۔ اور ہر شخص کو اچھا سمجھتے ہیں۔

شمس۔ صوفیاء کرام کفر و بدعت کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور کافر کو کافر ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ خواجہ غلام فرید صاحب نے اشارات فریدی میں مسیلمہ کذاب کو کذاب اور اکفر کہا ہے

غیر احمدی۔ کیا خواجہ صاحب نے ان علماء کو جو مرزا صاحب کو کافر کہتے تھے۔ حق پر کہا ہے

شمس۔ میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا

غیر احمدی۔ کیا انبیاء کے کشف خطا سے پاک ہوتے ہیں

شمس۔ ہاں انبیاء علیہم السلام کے کشف خطا سے پاک ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی تعبیر میں انبیاء سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے۔

غیر احمدی۔ کیا خواجہ صاحب نے مرزا صاحب کے کشف میں خطا مانی ہے؟

شمس۔ کتاب پیش کیجئے

غیر احمدی۔ اشارات فریدی جلد ۳ ص ۲۱ پڑھ دیجئے

شمس "غایت ما فی الباب اورا اندک خطا در اجتہاد ......" (جج صاحب سے) اس سے پہلی عبارت کو بھی دیکھ لیا جائے

غیر احمدی۔ کیا ظلی نبی پر ایمان لانا ضروری ہے

شمس۔ ہاں ظلی نبوت کی جو تعریف حضرت مرزا صاحب نے بیان کی ہے۔ اس کے مطابق ایمان لانا ضروری ہے۔

غیر احمدی۔ اگر کوئی شخص مستقل نبی کا تابع ہو لیکن ظلی نبی کو نہ مانے۔ تو اس کی نجات ہو گی؟

شمس۔ جو شخص اس بات کا مدعی ہے۔ کہ اس نے مستقل نبی کی اتباع سے ظلی نبوت پائی ہے۔ اور اسکی صداقت مستقل نبی کی تعلیم کے مطابق قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اس کا ماننا ضروری ہے۔ ورنہ ایسا شخص مستقل نبی کی تعلیم کا پابند نہ سمجھا جائیگا۔

غیر احمدی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی عبارات میں جسطرح مرزا صاحب کا نبوت غیر تشریعی سے انکار موجود ہے۔ کیا اقرار نبوت غیر تشریعی بھی موجود ہے۔

شمس۔ ہاں حضور نے نبوت غیر تشریعی کو اپنے لئے تسلیم کیا ہے۔ اور آپ کے الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ بھی موجود ہیں

غیر احمدی۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو ان کے دعویٰ میں سچا نہیں سمجھتے۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

شمس۔ وہ لوگ جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا ہم ان سے پوچھیں گے۔ کہ آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کو ان کے دعاوی میں صادق سمجھتے ہیں۔ یا کاذب۔ بصورت دوم وہ جو کہیں گے ہم اس پر فتوےٰ دیں گے۔

غیر احمدی۔ قرآن کی آیت یا ایہا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا الخ کا ترجمہ کر دیجئے۔

شمس۔ اے مومنو! تم راعنا نہ کہو۔ بلکہ انظرنا کہو۔ یعنی ایسے ذو معنے الفاظ جو یہود استعمال کرتے تھے۔ ان کے استعمال سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

غیر احمدی۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں محمد سے مراد محمد عربی ہے۔ یا محمد قادیانی

شمس۔ ہم اس محمد سے مراد محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لیتے ہیں

غیر احمدی۔ تناسخ اور آواگون کی تعریف کیا ہے؟

شمس۔ تناسخ یہ ہے۔ کہ ایک روح کسی جاندار کے جسم سے نکل کر دوبارہ کسی دوسرے جسم میں بطریق پیدائش داخل ہو۔

غیر احمدی۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے۔ کہ فلاں شخص مرنے کے بعد دوسرے شخص کی صورت میں پیدا ہوا۔ تو؟

شمس۔ اسلام میں تناسخ نہیں ہے۔ کہ فوت شدہ بطریق پیدائش دوسرے شخص کی صورت میں دوبارہ پیدا ہو۔

غیر احمدی۔ اگر کوئی شخص کسی پہلے شخص کی خو بو پر آیا ہو تو کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ دوبارہ پیدا ہوا۔

شمس۔ یہ کہنا۔ کہ فلاں شخص کسی پہلے شخص کی خو بو پر ہے اور اس کے اوصاف اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اس کا آنا ایسا ہے جیسا کہ شخص گزشتہ دوبارہ آیا۔ جائز ہے۔ اس سے تناسخ ثابت نہیں ہوتا۔

غیر احمدی۔ رسول اکرمؐ نے باوجودیکہ تمام انبیاء کے کمالات کے جامع تھے کیا کہیں یہ فرمایا۔ کہ میں آدم ہوں۔ ابراہیم ہوں

شمس۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات اور اوصاف حمیدہ کو اپنے اندر جمع کیا۔ اور چونکہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل تھے اور حضرت ابراہیم سے بھی بڑھ کر تھے۔ اس لئے آپ نے ظاہری الفاظ میں یہ نہیں فرمایا۔ کہ میں آدم ہوں۔ ابراہیم ہوں (کیونکہ آپ تو سارے نبیوں سے بڑھ کر تھے)۔ (باقی)

فہرست نو مبایعین ۱۹۳۲ء

نمبر	نام و پتہ
۶۱۴	خوشی محمد صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۱۵	مہرالدین صاحب 〃 〃
۶۱۶	سید احمد صاحب 〃
۶۱۷	بیگم بی بی زوجہ حمید اللہ صاحب 〃
۶۱۸	عبدالرحمٰن صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس 〃 میرٹھ
۶۱۹	خیرالدین صاحب گورداسپور
۶۲۰	عبدالواحد صاحب 〃 سیالکوٹ
۶۲۱	سید محمد علی صاحب روپڑ
۶۲۲	غلام قادر صاحب کشمیری جموں
۶۲۳	نواب الدین صاحب لاہور
۶۲۴	چوہدری دل محمد صاحب ضلع لاہور
۶۲۵	حلیمہ خاتون صاحبہ اہلیہ عبدالکریم صاحب ضلع لاہور
۶۲۶	روشن ولد غلام حیدر صاحب ضلع گجرات
۶۲۷	محمد اسمٰعیل صاحب منٹگمری
۶۲۸	حبیب بیگم صاحبہ 〃
۶۲۹	نذیر احمد صاحب ضلع گورداسپور
۶۳۰	فقیر محمد صاحب 〃 〃
۶۳۱	عبداللطیف صاحب ریاست پونچھ
۶۳۲	صلاح الدین حسن صاحب ضلع اناؤ
۶۳۳	اسمٰعیل صاحب ضلع ڈیرہ غازی خاں
۶۳۴	سمات صاحبہ 〃 〃
۶۳۵	〃 گوہر صاحبہ 〃 〃
۶۳۶	〃 امیر صاحبہ 〃 〃
۶۳۷	〃 فتانی صاحبہ 〃 〃
۶۳۸	سماۃ سردار صاحبہ 〃 〃
۶۳۹	سماۃ عزت صاحبہ 〃 〃
۶۴۰	علیم خان صاحب 〃 〃
۶۴۱	عطا محمد صاحب
۶۴۲	مستری عبدالرحیم صاحب جالندھر
۶۴۳	سردار صاحب ریاست بہاولپور
۶۴۴	عبدالرحیم صاحب 〃 〃
۶۴۵	میاں محمد صدیق صاحب سیالکوٹ
۶۴۶	چوہدری محمد حسین صاحب ضلع منٹگمری
۶۴۷	ولی احمد صاحب گارڈ میرٹھ شہر
۶۴۸	محمد یوسف صاحب ضلع لاہور
۶۴۹	عرفت خان صاحب پشاوری مردان
۶۵۰	غلام حیدر صاحب ضلع لائلپور
۶۵۱	رحمت اللہ صاحب 〃 〃
۶۵۲	دین محمد صاحب ضلع میرپور
۶۵۳	نور محمد خان صاحب 〃 ڈیرہ غازی خاں
۶۵۴	مائی سبھائی صاحبہ 〃 〃
۶۵۵	الٰہی بخش صاحب 〃 〃
۶۵۶	محمد عثمان صاحب 〃 〃
۶۵۷	نور احمد صاحب 〃 〃
۶۵۸	مائی زینب خاتون صاحبہ 〃 〃
۶۵۹	اللہ دتا صاحب 〃 〃
۶۶۰	مائی جنت خاتون صاحبہ 〃 〃
۶۶۱	ملک امام بخش صاحب 〃 〃
۶۶۲	خیر محمد صاحب 〃 〃
۶۶۳	عبدالقیوم صاحب 〃 گجرات
۶۶۴	چوہدری دین محمد صاحب فیلدار ضلع گورداسپور
۶۶۵	ہارون صاحب بمبئی
۶۶۶	سیدہ حلیمہ خاتون صاحبہ رنگپور بنگال
۶۶۷	قطب الدین صاحب ضلع ہوشیارپور
۶۶۸	فضل الدین صاحب 〃 〃
۶۶۹	عنایت بی بی صاحبہ 〃 جالندھر
۶۷۰	ولایت بی بی صاحبہ 〃 〃
۶۷۱	اللہ بخش خان صاحب ضلع مظفرگڑھ
۶۷۲	ملک غلام محمد صاحب 〃 جہلم
۶۷۳	چوہدری نبی بخش صاحب معہ عیال دا انس ضلع سیالکوٹ
۶۷۴	سماۃ مبارک بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۶۷۵	〃 سلطان بی بی صاحبہ 〃 〃
۶۷۶	شریف اللہ صاحب سونگڑہ کٹک
۶۷۷	شمس الدین صاحب کلکتہ
۶۷۸	مستری تاج دین صاحب ضلع فیروزپور
۶۷۹	جمعہ خان صاحب 〃 گجرات
۶۸۰	محمد یٰسین صاحب شاہجہانپور
۶۸۱	سماۃ فضل بی بی صاحبہ ضلع جالندھر
۶۸۲	ابراہیم صاحب امرتسر
۶۸۳	سخی محمد صاحب ضلع گجرات پنجاب
۶۸۴	میاں عبدالرزاق صاحب کلگام کشمیر
۶۸۵	میاں محمد شفیع صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۸۶	ڈاکٹر احمد علی صاحب لاہور شہر
۶۸۷	چوہدری مظفر احمد صاحب ضلع گوجرانوالہ
۶۸۸	میاں حبیب اللہ صاحب ضلع گوجرانوالہ
۶۸۹	نواب الدین صاحب ضلع گورداسپور
۶۹۰	حسین بی بی صاحبہ 〃 لاہور
۶۹۱	محمد ہاشمی صاحب 〃 〃
۶۹۲	محمد افضل صاحب 〃 〃
۶۹۳	صفیہ بیگم صاحبہ 〃 〃
۶۹۴	سکینہ بیگم صاحبہ 〃 〃
۶۹۵	عبداللہ جان صاحب 〃 〃
۶۹۶	احسان علی صاحب نمبردار ریاست پٹیالہ
۶۹۷	احمد الدین صاحب ضلع گجرات
۶۹۸	ریشم بی بی صاحبہ 〃 〃
۶۹۹	برکت بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۰۰	حیات بی بی صاحبہ 〃 جہلم
۷۰۱	زیتون صاحبہ 〃 اٹک
۷۰۲	حمیدہ خاتون صاحبہ 〃 〃
۷۰۳	پیر خان صاحب علاقہ اٹک
۷۰۴	رسیا خاتون صاحبہ 〃 〃
۷۰۵	مدینہ بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۰۶	تمیز الدین صاحب 〃 〃
۷۰۷	زبیدہ بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۰۸	صغریٰ بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۰۹	محی الدین صاحب 〃 〃
۷۱۰	رحمت بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۱۱	سردار علی صاحب 〃 امرتسر
۷۱۲	سائرہ بی بی صاحبہ 〃 گجرات
۷۱۳	اسمٰعیل خان صاحب 〃 ہوشیارپور
۷۱۴	سلامت بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۱۵	محمد الدین صاحب 〃 گجرات
۷۱۶	والدہ میاں خدابخش صاحب گجرات
۷۱۷	طالع بی بی صاحبہ ضلع سرگودھا
۷۱۸	عالم بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۱۹	سردار علی صاحب 〃 گجرات
۷۲۰	اللہ بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۷۲۱	بیگم بی بی صاحبہ 〃 ہوشیارپور
۷۲۲	مولوی میر زمان صاحب 〃 مظفرآباد کشمیر
۷۲۳	منشی حسن محمد صاحب ضلع گجرات
۷۲۴	زیب النساء صاحبہ 〃 شاہپور
۷۲۵	غلام فاطمہ صاحبہ 〃 〃
۷۲۶	صوبے خان صاحب 〃 جہلم
۷۲۷	شیخ فیروز الدین صاحب پشاور شہر
۷۲۸	والدہ سردار محمود خان صاحب ضلع ڈیرہ غازی خاں
۷۲۹	منشی محمد صاحب ضلع فیروزپور
۷۳۰	غلام فاطمہ صاحبہ 〃 〃
۷۳۱	روشن بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۳۲	چراغ بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۳۳	نذیر احمد صاحب 〃 〃
۷۳۴	نواب خان صاحب 〃 〃
۷۳۵	سوہنا صاحب 〃 گوجرانوالہ
۷۳۶	فیض احمد صاحب 〃 〃
۷۳۷	کرم الدین صاحب 〃 گورداسپور
۷۳۸	عمر حیات صاحب جھنگ
۷۳۹	محمد رمضان صاحب 〃
۷۴۰	عبدالمجید صاحب 〃
۷۴۱	عبدالمجید صاحب پشاور چھاؤنی
۷۴۲	سماۃ امیرن صاحبہ صوبہ بہار
۷۴۳	〃 غلیموں صاحبہ 〃
۷۴۴	عطا محمد صاحب ضلع انبالہ
۷۴۵	حضرت غنی صاحب پشاور شہر
۷۴۶	عبدالقیوم صاحب ضلع لاہور
۷۴۷	نذر محمد صاحب حوالدار متھرا
۷۴۸	تاج بی بی صاحبہ کشمیر سٹیٹ
۷۴۹	سلطان خانم صاحبہ بریلی
۷۵۰	عبداللہ صاحب بنگال
۷۵۱	مریم اہلیہ عبداللہ صاحب 〃
۷۵۲	غلام مسیح صاحب ضلع ملتان
۷۵۳	مریم زوجہ غلام مسیح صاحب 〃 〃
۷۵۴	رحمت بی بی بنت 〃 〃
۷۵۵	ریشم بی بی 〃 〃
۷۵۶	یعقوب صاحب سپیرا 〃 〃
۷۵۷	اسمٰعیل صاحب سپیرا 〃
۷۵۸	اسحٰق صاحب پسر غلام مسیح صاحب ضلع ملتان
۷۵۹	دانیال 〃 〃 〃
۷۶۰	تاج الدین صاحب 〃 فیروزپور
۷۶۱	محمد سرور صاحب ریاست حیدرآباد دکن
۷۶۲	خوشی محمد صاحب علاقہ سرگودھا
۷۶۳	محمد علی صاحب ضلع شیخوپورہ
۷۶۴	نور احمد صاحب 〃 〃
۷۶۵	غلام حیدر صاحب ضلع ڈیرہ غازی خاں
۷۶۶	مولا بخش صاحب 〃 امرتسر
۷۶۷	سید محمود علی صاحب حیدرآباد دکن
۷۶۸	محمد حیات صاحب ضلع گورداسپور
۷۶۹	عبدالحی صاحب 〃 کوہاٹ
۷۷۰	محمد یعقوب صاحب 〃 ڈیرہ غازی خاں
۷۷۱	بدرالدین صاحب 〃 گورداسپور
۷۷۲	بھاگ دین صاحب 〃 〃
۷۷۳	فیروز الدین صاحب علاقہ میرپور جموں
۷۷۴	عنایت اللہ صاحب قادیان
۷۷۵	میراں بخش صاحب ننگل باغباناں قادیان
۷۷۶	سماۃ زینب صاحبہ ضلع جالندھر
۷۷۷	سماۃ جیو صاحبہ 〃 〃
۷۷۸	سماۃ بخشی صاحبہ 〃 〃
۷۷۹	رحمت بی بی صاحبہ 〃 〃
۷۸۰	مصاحب علی خان صاحب 〃 پوری
۷۸۱	محمد حنیف خان صاحب 〃 فرخ آباد
۷۸۲	عبدالحفیظ صاحب لاہور
۷۸۳	پہلوان دین محمد صاحب ضلع آگرہ
۷۸۴	خیر الدین صاحب نمبردار 〃 ہوشیارپور
۷۸۵	کرم الٰہی صاحب 〃 〃
۷۸۶	اسمٰعیل صاحب
۷۸۷	بھو حجام قادیان
۷۸۸	رحیم بی بی زوجہ بھو حجام 〃
۷۸۹	محمد طفیل صاحب 〃
۷۹۰	جلال بی بی صاحبہ ضلع شاہپور
۷۹۱	شیخ احمد صاحب 〃 〃
۷۹۲	نور محمد صاحب 〃 〃
۷۹۳	اللہ بخش صاحب 〃 〃
۷۹۴	نبی بخش صاحب 〃 〃
۷۹۵	محمد محمود صاحب جالندھر شہر
۷۹۶	صابر بیگ صاحب سری نگر

(باقی)

کیا اب بھی آپ

دلکشا ہیر آئل رجسٹرڈ

استعمال نہ کرینگے۔ جس کی تعریف میں ہر جگہ سے خطوط آرہے ہیں۔

۱۔ مکرمی عبدالحمید خان صاحب ٹانک سے تحریر فرماتے ہیں۔ براہ مہربانی دلکشا ہیر آئل کی سات شیشیاں بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ اس کے قبل میں نے آپ سے چار شیشیاں منگوائی تھیں۔ جن میں سے دو میں نے کسی دوست کو تحفتاً دیدی تھیں باقی دو میں نے خود استعمال کیں۔ بہت ہی مفید پائیں۔ ۲۔ زبیدہ بانو بیگم صاحبہ اٹاوہ یو۔ پی سے تحریر فرماتی ہیں۔ ماہ گذشتہ میری ایک سہیلی نے تحفتہً دلکشا ہیر آئل کی ایک شیشی بھیجی۔ اشتہاری تیلوں کا تلخ تجربہ میں اٹھا چکی تھی۔ اس لئے دلکشا ہیر آئل کو استعمال کرنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ میری سہیلی نے بے حد تعریف لکھ کر مجھے استعمال کرنے پر مجبور کیا میں نے دلکشا ہیر آئل کو استعمال کر کے بہت فائدہ حاصل کیا۔ سر درد رفع ہوگیا۔ اور خشکی جاتی رہی۔ براہ کرم ایک شیشی دلکشا ہیر آئل کی جلد مرحمت فرماکر ممنون فرمائیے۔ ۳۔ خدا داد خانصاحب۔ پولیس انسپکٹر مین پوری سے تحریر فرماتے ہیں۔ دلکشا ہیر آئل کی ایک شیشی آپ سے منگوائی تھی۔ جس کے استعمال سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس دفعہ دو شیشیاں تیل کی روانہ فرمائیں۔ آپ دلکشا ہیر آئل سے بڑھ کر بالوں کی حفاظت کرنیوالا۔ ان کو گرنے سے بچانے۔ سیاہ ملائم اور مضبوط کرنے والا اور کوئی تیل نہ پائیں گے۔ یہ تیل دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ دائمی سر درد اور زکام کو دور کرتا ہے آپ ضرور آزمائش کریں۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس ایک روپیہ فی پاؤ عہ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک۔

سرمہ نورانی: آنکھوں کی جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے۔ ککروں کو جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ آزمائش شرط ہے قیمت فی تولہ عہ۔ اس کے متعلق شہادتیں موجود ہیں۔ جو کہ درخواست آنے پر بھیجی جاسکتی ہیں۔ ہمارے کارخانہ کے عطر بھی قابل آزمائش ہیں۔

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان (پنجاب)

اشتہار

بعدالت جناب چوہدری صادق علی صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم مری ضلع راولپنڈی

فرم موسومہ سوبھا سنگھ ایشر سنگھ بذریعہ ایشر سنگھ بزاز مالک ساکن کوہ مری بازار مدعی

بنام

حاکم علی ولد فضل دین ذات درزی ساکن مزنگ لاہور مدعا علیہ

دعویٰ دیوانی دلاپانے مبلغ ۱/-/۱۰۶ روپیہ بروئے بہی کھاتہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں حاکم علی ولد فضل دین قوم درزی ساکن مزنگ۔ لاہور۔ مدعا علیہ اطلاع یابی کرنے سے دیدہ دانستہ گریز کر رہا ہے۔ اس لئے اخبار الفضل قادیان میں مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر حاکم علی بتقرر ۲۴-۶-۸ بوقت دس بجے دن حاضر عدالت آکر پیروی مقدمہ نہ کریگا۔ تو حاکم علی کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۲۹ مئی ۱۹۳۲ء بدستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شیخ عبدالمجید صاحب سندھی صدر آل انڈیا خلافت کمیٹی نے ۲۳ مئی ایک بیان اخبارات کے نام شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ آج بھی ہندو لیڈر انتہائی کوشش میں ہیں کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں انکی قوت کو توڑ دیا جائے۔ نیز وزیر اعظم کے فیصلہ میں جو کچھ دیا گیا ہے اس کے خلاف انہوں نے ہندوستان اور انگلستان میں ایک طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ اگر ہندو لیڈر اتحاد قائم کرنیکے سچے طالب ہیں۔ تو ان کو یہ ایجی ٹیشن لازماً ترک کر دینا چاہیئے اور مسلمانوں کو یقین دلانا چاہیئے۔ کہ وزیر اعظم کے عطیہ میں مسلم مطالبات کے جس حصہ کی تائید کی گئی ہے۔ اس کی کسی طور پر قطع و برید نہ کی جائے گی۔ علاوہ بریں میری یہ پرزور رائے ہے کہ اس وقت ہماری تمام تر توجہ قرطاس ابیض کی تجاویز کی اصلاح پر مرتکز ہونی چاہیئے۔

بمبئی ۲۲ مئی۔ سول کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ ایک سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں وعدہ معاف گواہ نے مقدمہ سازش اندور کے سلسلہ میں جس میں ۴۲ ملزموں پر مقدمہ چلایا گیا ہے بیان دیتے ہوئے کہا کہ پچھلے دسمبر میں وائسرائے کی لاہور میں تشریف آوری کے موقعہ پر ان پر فائر کرنے کی سازش کی گئی تھی۔

شملہ ۲۲ مئی۔ آج رات مہاراجہ الور اپنی ریاست چھوڑ کر کوہ آبو پر چلے گئے۔ جہاں آپ یوروپ جانے سے پہلے کچھ دن قیام کریں گے۔

لاہور ۲۳ مئی۔ روزنامہ سیاست اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ مسٹر جرمنی داس جو مہاراجہ کپورتھلہ کے ہمراہ انگلستان میں مقیم ہیں اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ کسی نازیبا حرکت کی بناء پر مہاراجہ بہادر نے لالہ صاحب کو نکرٹری شپ سے دفعتاً برخواست کر دیا۔ لیکن ان کی عاجزانہ درخواست پر انہیں مستعفی ہونے کی اجازت دے دی۔

لاہور ۲۳ مئی۔ سیشن مجسٹریٹ کی عدالت سے کناری بازار ڈکیتی کے سلسلہ میں ڈی اے وی کالج کے پانچ طلباء کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۵ اور ۳۹۷ تعزیرات ہند فیصلہ سنا دیا گیا۔ ایک کو بری کرتے ہوئے باقیوں کو سات سات سال قید کی سزا دی گئی۔

لنڈن ۲۲ مئی۔ مسٹر ٹامس ولیم نے دارالعوام میں دریافت کیا۔ کہ ارکان اسمبلی نے تازہ اجلاس کانگرس کے موقعہ پر گرفتار شدہ کانگریسیوں کے ساتھ پولیس کی بدسلوکی کے الزامات کے متعلق دریافت کیا تھا۔ کیا ان کے متعلق حکومت بنگال نے حکومت ہند کو بیان بھیج دیا ہے۔ سر سیموئل ہور نے جواب دیا کہ حکومت ہند کو حکومت بنگال کی طرف سے ایک تفصیلی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الزامات غلط تھے۔ مسٹر مارگن جونز نے دریافت کیا۔ کہ آیا سر سیموئل ہور کو علم ہے۔ کہ پنڈت مالویہ نے اس معاملہ کے متعلق تفصیلی معلومات بہم پہنچائی ہیں اور ان لوگوں کے نام بھی بتلائے ہیں جن پر حملہ کرنا بیان کیا جاتا ہے۔ اور دریافت کیا کہ آیا اس حقیقت کے پیش نظر سر سیموئل ہور ایک عام تحقیقات پر غور کریں گے سر سیموئل ہور نے جواب دیا۔ کہ مجھے بہت افسوس ہے کہ پنڈت مالویہ ایسے سرکردہ ہندوستانی رہنما نے ان انتہائی شرانگیز اور غلط الزامات کے ساتھ اپنے نام کو وابستہ کیا ہے۔

پیکن ۲۲ مئی۔ جاپان اور چین کے درمیان عارضی صلح ہو گئی ہے۔

سر سیموئل ہور کے بیان کے جواب میں مالوی جی نے ذیل کا بحری تار سر سیموئل ہور۔ مسٹر مارگن جونز اور تھامس ولیم کو ارسال کیا ہے۔ ہاؤس آف کامنز کے سوالات کے سلسلہ میں میں یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر کلکتہ کانگرس کے ڈیلی گیٹوں سے بدسلوکی کے الزامات کی بیلاگ تحقیقات کی جائے تو میں ایسی شہادت پیش کرونگا۔ جو الزامات کی صحت کی تصدیق کر دیگی۔ اگر تحقیقات نہ کی جائے تو میں چاہتا ہوں کہ مجھ پر مقدمہ چلایا جائے۔

پونہ ۲۳ مئی۔ شام کے ۸ بجے مندرجہ ذیل بلیٹن جاری کیا گیا۔ آج بھی گاندھی نے دن اچھی طرح گذارا۔ اگرچہ آپ کمزور معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کو کسی قسم کی جسمانی تکلیف یا درد نہیں اور ان کی عام حالت تسلی بخش ہے۔

پٹنہ ۲۲ مئی۔ ۲ مئی کو پنجاب میل کو جو حادثہ پیش آیا تھا اس کے سلسلہ میں ایجنٹ ریلوے نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص ایسی اطلاع بہم پہنچائیگا جس سے ملزموں کو گرفتار کیا جا سکے اسے ۵۰۰ روپیہ انعام دیا جائیگا۔

ٹریونڈرم ۲۳ مئی۔ جنوبی ہند میں موسمی بارش سے سیلاب آنے کی وجہ سے ۳ ہزار مکانات تباہ ہو گئے۔ بے شمار اشخاص بے گھر ہو گئے۔

لنڈن ۲۲ مئی۔ پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز میں مسٹر ڈی آر گرین فیل نے وزیر ہند کی توجہ انڈین چیمبر آف کامرس فیڈریشن کی اس نمائندگی کی جانب دلائی۔ جس میں یہ درخواست کی گئی تھی۔ کہ ہندوستان سے سونے کی درآمد پر پابندی عائد کی جائے۔ نیز روپیہ کو سٹرلنگ سے وابستہ کرنے پر بھی پروٹسٹ کیا گیا۔ سر سیموئل ہور نے جواب دیا۔ میری تسلی ہو گئی ہے اور یقین ہے کہ گورنمنٹ کو بھی یہ اطمینان ہے کہ پرائیویٹ سونے کی برآمد اور روپیہ کے سٹرلنگ کے الحاق کے باعث ہندوستان کو اعلیٰ ترین نفع حاصل ہوا۔

معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی ڈیلی گیٹوں میں اس بات کے خلاف کہ گورنروں کے اختیارات وسیع کئے گئے ہیں۔ سخت مخالفانہ جذبات پائے جاتے ہیں۔ ان کے پروٹسٹ کی وجہ سے ان کے اختیارات میں کمی واقع ہو جائیگی۔ وزیر ہند اور وزیر اعظم نے ہندوستانی ڈیلی گیٹوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اس سوال کو جائنٹ کمیٹی کے سامنے زور سے پیش کریں۔ یہ امر یقینی ہے کہ ہندوستانیوں کی حسب خواہش اختیارات میں کمی کر دی جائے گی۔

الور ۲۳ مئی۔ ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۱۹ مئی کو جبکہ مہاراجہ الور شام کے وقت ۷ بجے مندر سے واپس لوٹ رہے تھے۔ تو ان کے موٹر ڈرائیور نے دیکھا کہ سڑک پر بڑے بڑے پتھر رکھے ہوئے ہیں اس نے فوراً موٹر روک لی۔ اور پتھروں کو سڑک سے پرے ہٹانے کی کوشش کی کہا جاتا ہے کہ اس دوران میں چند اشخاص نے جو سڑک کے قریب چھپے ہوئے تھے۔ مہاراجہ کی موٹر پر پتھر پھینکے۔

چٹاگانگ ۲۴ مئی۔ چٹاگانگ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بنگال کے قانون انسداد دہشت انگیزی کی دفعہ ۴ (ڈی) کے ماتحت اعلان کیا ہے۔ کہ چونکہ چٹاگانگ میں ایسے ہندو نوجوان موجود ہیں۔ جو انڈین ریپبلکن آرمی کی چٹاگانگ برانچ کے جس کا مقصد ہر یورپین اور اینگلو انڈین کو جس جگہ موقعہ ملے قتل کرنا ہے امداد کرتے ہیں اور اس کے بنے ممبر بھرتی کرتے ہیں اور چونکہ ان نوجوانوں کی شناخت میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اس لئے کوتوالی۔ ڈبل مورنگ۔ پیٹا اور بوں کھالی تھانوں کی حدود کے اندر ۱۲ اور ۲۵ سال کی درمیانی عمر کے ہر ہندو نوجوان کو ہر وقت اپنے پاس ایک شناخت کارڈ رکھنا چاہیئے جس سے اس کو شناخت کیا جا سکے۔

شملہ ۲۳ مئی۔ موجودہ مالی سال کے پہلے ۵ ہفتوں میں ریلوے کو سواری گاڑیوں سے جو آمدنی ہوئی ہے وہ گذشتہ سال کے اسی عرصہ سے ۳۳ لاکھ روپیہ کم ہے۔ ریلوے حکام کا خیال ہے کہ اس کمی کی وجہ یہ ہے کہ اماں تیر تھوں کو تھوڑے یاتری گئے ہیں۔ آمدنی میں کمی کی وجہ موٹر سروس کا مقابلہ بھی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی